بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الحق

چودھویں صدی کے حسین کے کارنامے

ظالم نے کیا ظلم کئے شمس و قمر بند
صد حیف کہ زندان میں کئے لعل و گہر بند

صیاد جفا جو کی جو کی دست درازی
اسلام کے گلشن کی ہوئیں بلبلیں پھر بند

افسوس محمد علی شوکت علی دونوں
ایک کلمۂ حق پر ہوئے یہ اہل اثر بند

ہیں گلشن ہستی کی یہ خوش لہجہ عنادل
ناحق کیا صیاد جفا کیش نے پر بند

افسوس حسین احمد ادیب شریعت
اس خیر کن دین کو کریں صاحب شر بند

اور کچلو کہ جو حب وطن میں ہیں یگانہ
دیوان حکومت نے کیا ان پہ بھی در بند

ہیہات نثار احمد و اعظ ہوئے محبوس
اور پیر مجدد کا ہوا قید جگر بند

اس قول پہ اور عہد پہ اپنی نہیں قایم
ملک نے کیا اپنے قلم سے جو سطر بند

جو بند شیں دشمن کی ہیں سب ظلم و ستم ہیں
مثلاً کہ زبان بند قلم بند نظر بند

توحید کے دشمن ہیں یہ تثلیث کے قایل
اسلام کے گلشن کے کئے ہیں گل تر بند

ہیں دین کے شیدائی تو جان دینے کو طیار
کیا ڈرتے ہیں اسلام کے لیڈر ہوئے گر بند

ہے دین محمد یہ یہی کیا رحمت باری
نصرت سے ہمارے لئے کھل جاتی ہیں در بند

جو ہم کو مٹائیگا وہ لیجائے گا واللہ
اک آہ سے کر دینگے وہیں باب اثر بند

ہم دوست کے شیدا ہیں دشمن کے ہیں قاتل
لڑنے کیلئے رہتے ہیں ہر وقت کمر بند

اللہ کے نعرہ ہلا دینگے جہاں کو
کر دینگے مخالف کی ہر ایک راہ گذر بند

اب حق سے یہہ ہر ایک مسلمان کی دعا ہے
کر دشمن اسلام پہ تو باب ظفر بند

مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی اسیر مالٹا کی سرگذشت

یعنی

چودہویں صدی کے حسین

پہلے ناظرین کو حضرت مولانا ممدوح کا کسیقدر تعارف کرا دینا مقصود ہے

ان متبرک بزرگوار کو عرب عجم وافغانستان اور تمام ہندوستان کے مسلمان اپنا ہادی دین اور پیشوا مانتے ہیں جتنی کہ مولانا محمد علی صاحب بھی نہایت فخر سے فرماتے ہیں ہیں اونکو اپنے ساتھ قیدیوں میں دیکھکر میں خوشی سے پھولا نہیں سماتا اوسکے بعد وہ تقریر جو ۸ ر ۹ ر ۱۰ رجولائی سنہ ۱۹۲۱ء کے سلسلہ کیس کا نفرنس میں ریزولیوشن کی تائید میں جو مولانا محمد علی نے مرتب اور پیش کیا تھا فرمائی ملاحظہ فرما دینگے - اور وہ بیانات جو کراچی میں مجسٹریٹ کے روبرو دی جسکا ایک ایک فقرہ آب زر سے لکھنے کے قابل اور عمل کرنے کے لائق ہے کون مسلمان ہے جو مولانا کی اوس تقریر و بیان کو پڑہی اور چشم پر آب نہو -

واقعات زندگی

مولانا ضلع فیض آباد کے نہایت عالی نسب سید ہیں دار العلوم دیوبند میں تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد حضرت محدث گنگوہی امام زمانی مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کے بیعت سلسلہ طریقت کی اور خانقاہ قدوسیہ میں مقیم رہکر اکتساب طریقت کیا تھوڑی ہی مدت میں نسبت سلسلہ سے بہرہ یاب

اور حضرت خواجہ علیہ کی رہا سے ۱۳۱۶ھ میں جبکو چوبیس ۲۴ سال گذرتے ہیں اپنے والد ماجد اور برادران وغیرہ تمام خاندان کے ساتھ ہندوستان سے ہجرت کی اور حج بیت اللہ کے بعد۔ اپنے دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض روحانی سے ترقی مراتب فرماتے رہے۔ آخر مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے۔ اور درس حدیث تفسیر جاری فرمایا چند ہی روز میں طلبا کی وہ رجوعات ہوئی کہ قدیم شیوخ کی حلقہ درس مختصر رہ گئی۔ کیونکہ مولانا جامع علوم تھے۔ اور دیگر حضرات صرف ایک فن کے ماہر ۱۳۳۲ھ تک حلقہ درس و تدریس اس شان و شوکت سے جاری رہا کہ شرفا اہل مدینہ نے آکر زانوے ادب جھکائی۔ مدینہ طیبہ میں آپ بڑے عالم دین اور محدث مانے جاتے تھے۔ وہاں کے اکثر مسلمان آپکی شاگردی کا فخر رکھتے تھے اس عرصہ میں آپ دو مرتبہ ہندوستان بھی تشریف لائے۔ اور اپنے اوستاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ سے مکرر بخاری شریف پڑھی اور واپس چلے گئے ۱۳۳۳ھ میں حضرت شیخ الہند صاحب نے ہندوستان سے سفر کیا اور حج سے فارغ ہونے کے بعد محرم ۱۳۳۴ھ میں مدینہ منورہ کی طرف (معہ ہمراہیان) راہی ہوئے۔ مولانا حسین احمد صاحب خبر پاکر ایک عظیم الشان مجمع لیکر شہر سے باہر آئے۔ یعنی اپنے محترم اوستاد کے استقبال کو نکلے کمال اعزاز سے ہمراہ لے گئے۔ حضرت شیخ الہند پانچ ماہ تک اونکے مکان پر مقیم رہے۔ مسجد نبوی میں بخاری شریف کا درس جاری فرمایا۔ انکے بعد جب حضرت شیخ الہند نے قصد واپسی مکہ معظمہ فرمایا تو۔ مکہ معظمہ تک خدمت کرتے ہوئے پہونچانے آئے۔

الغرض ہمراہ حضرت شیخ الہند کے حج ادا کیا۔ ابھی مکہ معظمہ میں
مقیم تھے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے اشارہ سے شریف صاحب نے حضرت مولانا
شیخ الہند کو گرفتار کیا۔ چونکہ مولانا اعلیٰ حضرت شیخ الہند کی اسیری کے وقت بھی
ابھی مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے۔ شریف مکہ نے اس خیال سے
کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب کو بھی اگر اسیر کیا گیا تو مدینہ منورہ کے اکثر مسلمان
اس سے سخت ناراض ہو جاوینگے اس بنا پر۔ جناب مولانا حسین احمد صاحب
سے عرض کیا۔ کہ ہمیں صرف حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی اسیری مقصود ہے
جناب خواہ مدینہ منورہ خواہ ہندوستان جہاں چاہیں تشریف لیجا سکتے ہیں
اسپر حضرت مولانا رضامند نہ ہوئے اور جواب دیا کہ جہاں میرے روحانی سردار
حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ تشریف فرما ہونگے۔ وہیں میں بھی مقیم رہوں گا۔
چنانچہ بمجبوری شریف مکہ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کے ہمراہ مولانا کو بھی گرفتار
کیا۔ حضرت شیخ الہند تمام دنیائے اسلام کے مسلمہ مذہبی اور روحانی پیشوا تھے۔
اور مولانا حسین احمد صاحب پر نہایت اعتماد تھا۔ اسلئے مولانا حضرت شیخ
الہند رحمۃ اللہ کی جانشین خاص یعنی خلیفہ ہیں اسلئے اب بعد شیخ الہند رحمۃ اللہ
علیہ کے عام دنیائے اسلام میں مذہبی اور روحانی پیشوا مانے جاتے ہیں۔
الغرض جناب مولانا۔ اپنے اوستاد مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے ساتھ خوشی خوشی گرفتار ہوئے۔ اور مکہ معظمہ سے یہ سب قافلہ جدہ
بھیجدیا گیا۔ جدہ میں چند روز محبوس رہکر۔ جہاز میں سوار کرا کر قاہرہ بھیجدیا
گیا اور قاہرہ سے قرۃ الجیزہ کے زندان میں محبوس رہے اور پھر وہاں سے
مالٹا منتقل کئے گئے۔ زمانہ اسیری میں مدینہ منورہ میں مولانا کے پدر بزرگوار
اور نیز کل اہلیہ اور صغیر سن بچے سب وفات پاگئے۔

چار برس کے بعد نظر بندی سے جب نجات ہوئی تو ہمراہ حضرت شیخ الہند کے ہندوستان تشریف لائے پانچ ماہ کے بعد شفیق استاد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کا بعد صدارت سالانہ جلسہ جمعیۃ العلماء ہند دہلی۔ دھلی میں ہی صرف چند یوم کے بعد بتاریخ ۲۰ نومبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ یوم سہ شنبہ بوقت ۸ بجے ۲۰ منٹ صبح کو وصال ہوا۔ بعد تجہیز و تکفین دیوبند میں لاکر دوسرے روز صبح کو انکے استاد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہ کی پہلو میں دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا علیہ راجعون۔ چونکہ حضرت شیخ الہند اسلام کے مسلمہ مذہبی پیشوا تھے حضرت غازی امیر امان اللہ خاں امیر افغانستان نے حضرت شیخ الہند کی وفات کی خبر پاکر اسی دن تمام دفاتر بند کردئے اور نہایت رنج و غم کی تقریریں کیں۔ نیز غازی انور پاشا اور جمال پاشا جیسے باحرارت سرداران اسلام نے مدینہ منورہ میں حاضر ہوکر اعلیٰ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذریں پیش کیں تھیں۔

الغرض بعد وفات شیخ الہند رحمۃ اللہ کے مولانا حسین احمد مہاجر شیخ الہند رحمہ اللہ قائمقام اور جانشین ہوکر تحریک خلافت اور حالات حاضرہ میں سرگرمی دکھارہے تھے کہ فلک کج رفتار کو یہ ادا پسند نہ آئی اور ۱۸ ستمبر ۱۹۲۱ء کو دیوبند میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کے مکان سے شب کو ۳ بجے یہ مسلمانوں کے سیاسی لیڈران کے ساتھ جو دنیا اسلام کے سب سے بڑے روحانی اور مذہبی پیشوا بعد شیخ الہند رحمۃ اللہ کے مانے جاتے ہیں گرفتار کئے گئے۔ تعجب ہوتا ہے کہ لارڈ ریڈنگ کے زمانہ میں جو ہندوستان میں انصاف کرنے تشریف لائے تھے اوّل تو پانچسو علماء اسلام کا متفقہ فتویٰ ضبط ہوا اور اسکے بعد مسلمانوں کا سب سے بڑا مذہبی اور روحانی پیشوا اسیر ہوتا ہے اور وہ بھی ایک مذہبی معاملہ میں۔

اندیشہ فساد سے روکا انہیں تو کیا
خود بانی فساد تو سرکار ہو گئے

گرفتاری کا حیرت انگیز نظارہ

بتاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۱ء یوم اتوار شام کے چار بجے عبدالعزیز انسپکٹر سی آئی ڈی اور ایک مسلمان ڈپٹی مجسٹریٹ معہ ممبر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سہارنپور و پولیس افسر کراچی معہ ایک مسلح گارد کے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ کے مکان واقع دیوبند جس مکان میں مولانا قیام فرما تھے پہنچے اور مکان فوراً بند کر دیا گیا۔ انسپکٹر صاحب نے مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی کو صاحب مجسٹریٹ کراچی کا دستخطی وارنٹ زیر دفعہ ۵۰۵ دکھایا۔ تو مولانا موصوف نے مذہب کے احکام اور قوم کے فیصلہ کا اتباع کرتے ہوئے وارنٹ کی تعمیل پر رضامندی ظاہر فرمائی دیوبند کے لوگ خبر پاتے ہی جوق جوق اس مقام پر جمع ہونے لگے اور انھوں نے وارنٹ کے خلاف سخت احتجاج کیا اس میں پولیس اور لوگوں کے درمیان مناقشہ کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ متعدد شریر النفس اشخاص نے انسپکٹر پر حملہ کیا اور انکے خفیف سی چوٹ آئی پھر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے تلوار میان سے نکال کر غریب انسپکٹر پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر چار پانچ اشخاص نے روک تھام کر کے اسکے ہاتھ سے تلوار کو چھین لیا۔ اسکے بعد فوراً ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور انسپکٹر پولیس حلقہ دیوبند پچاس مسلح پولیس سپاہیوں کو لیکر موقعہ پر پہنچ گئے۔ موجود لوگ [illegible] میں سمجھے [illegible] گرفتار [illegible] ہوئی [illegible] مولوی [illegible]

ٹ انسپکٹر حلقہ سے نہایت ادب کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اگر اسی مقام پر
اور اسوقت انکی گرفتاری پر اصرار کیا گیا۔ تو نتیجہ یقیناً خونریزی ہوگا۔ مولوی
عزیز گل نے اسکا وعدہ کیا کہ جوں ہی عوام کی طرف سے تشدد کا خطرہ برطرف
ہو جائیگا۔ انھیں یعنی مولوی حسین احمد صاحب کو پولیس کے حوالے کر دیا جائیگا
اسلئے مولانا عزیز گل صاحب صدر خلافت کمیٹی دیوبند کے ذمہ داری لینے پر
پولیس گارد ہٹا لیا گیا۔ ورنہ قیام امن ناممکن تھا۔ اسکے بعد مولانا حسین احمد
صاحب کی کئی گھنٹہ کی موثر تقریر نے عوام کے غصہ کو دھیما کر دیا۔ آپ نے
غیر انسدادی ترک موالات کی پُرامن طریقہ سے پیروی کرنے کی نصیحت فرمائی
اور تقریر کے خاتمہ پر مسلمان فوجوں کی فتح اور اقتدار خلافت کے قیام کی
دعا مانگی۔ آخری فیصلہ یہ ہوا کہ عوام دوسرے روز صبح کو مولانا کو جلوس کے
ساتھ ریلوے اسٹیشن لیجائیں اور کوئی گارد انکے ساتھ نہ جائے بلکہ اگلے
اسٹیشن پر اسے گرفتار کرلے۔ تمام افسران موجودہ اسپر رضامند ہوئے اور مولانا
عزیز گل وغیرہ سے وعدہ کیا کہ شب کو وہ کوئی کارروائی نہ کریں گے۔ اسکے
بعد مولانا حسین احمد صاحب کے حکم پر سب لوگ منتشر ہو گئے۔ مگر ایکا یک
۳ بجے شب کے مسٹر ونڈی انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر نگیلد سپرنٹنڈنٹ
سہارنپور اور سب ڈویژنل افسر دیوبند۔ ہندوستانی اور گورکھا فوجی سپاہیوں
کا مضبوط گارد یوروپین افسران کے ماتحت لیکر مولوی حسین احمد کی جائے
قیام یعنی مولانا شیخ الہند کے مکان پر جہاں مولانا حسین احمد صاحب قیام
پذیر تھے پہنچے۔ اور چاروں طرف سے مولانا شیخ الہند کے مکان کو گھیر لیا گیا
اسوقت مجمع منتشر ہو گیا تھا صرف پچاس یا ساٹھ اشخاص باقی تھے
حکام نے مکان کے محاصرہ کرنے اور سپاہیوں کو چاروں طرف استادہ کرنے

کے بعد مکان کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی۔ کہ مولانا سو رہے ہیں صرف مولوی عزیز گل انہیں جگا سکتے ہیں۔ بالآخر سب ڈویژن افسر صاحب مولوی عزیز گل مولانا صاحب کی خوابگاہ پر بلاخوف خطر پہونچ گئے اور اونکو جگا کر اپنے ہمراہ باہر لائے۔ اور باقاعدہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور کوئی مزاحمت نہیں ہوئی صرف پانچ آدمیوں کو آپکے ساتھ اسٹیشن پر جانیکی اجازت دی گئی جہاں اسپیشل ٹرین تیار تھی مولانا کو اسمیں سوار کرا کر بحراست پولیس کراچی روانہ کر دیا گیا۔ جہاں آپ ۲۱ ستمبر کو کراچی حوالات میں پہنچا دیے گئے۔

وجہہ گرفتاری

میرے معزز ناظرین یہہ تو آپکو معلوم ہوگا کہ یہہ جملہ بزرگوار ہندو مسلمانوں کی متفقہ لیڈر کیوں گرفتار ہوئے یہہ صرف احکام مذہب کی علانیہ اشاعت پر اور اُس رزولیوشن کے مرتب کرکے پیش کرنے اور تائید کرنیکے جرم میں جو آل انڈیا خلافت کانفرنس منعقدہ ۸۔۹۔۱۰ جولائی ۱۹۲۱ع بمقام کراچی پیش ہوا۔ اور حاضرین جلسہ نے بلااتفاق منظور کیا یہہ رزولیوشن کوئی سازش یا عداوت پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ اسمیں مسلمانوں کو اپنے دینی فرض کی ادائیگی پر مستعد کیا گیا تھا۔ ممکن ہے کہ ناظرین کرام کے دماغ سے اُس رزولیوشن کا پورا مضمون محو ہو گیا ہو لہذا ہم اوسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ تاکہ صورت حال کی پوری طرح سمجھنے میں آسانی ہو۔

نقل رزولیوشن

(۱) آل انڈیا خلافت کانفرنس کا یہ جلسہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور حکومت انقرہ کو تہ دل سے آپکی شاندار فتوحات اور بقا حکومت

اسلامیہ سرفروشان کو ششوں کی کامیابی پر مبارکباد کہتا ہے اور رب العرب کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے کہ وہ جلد سے جلد غیر حکومتوں کی تمام افواج کو سلطنت ترکی کے ہر گوشہ سے خارج کرنے میں اسطرح کامیاب ہوں اسکے ساتھ یہ جلسہ اس امر کا صاف اعلان کرتا ہے کہ ہر مسلمان پر انگریزی فوج میں نوکر رہنا۔ بھرتی ہونا۔ یا بھرتی کرانا شرعاً قطعی حرام ہے اور مسلمانوں کا بالعموم اور اسلام کا بالخصوص فرض ہے کہ اس بات میں شریعت کے احکام فوج کی مسلمانوں تک پہونچادیں۔ علاوہ ازیں یہ جلسہ اس امر کا اعلان کرتا ہے اگر انگریزی حکومت حکومت انقرہ (انگورہ) خلافت بالواسطہ یا بلا واسطہ یا بخفیہ طور پر کوئی جنگی کارروائی کرے تو مسلمانان ہندوستان مجبور ہونگے کہ کانگریس کو اپنی معیت میں لیکر قانون شکنی شروع کر دیں اور آئیندہ کانگریس کے سالانہ جلسہ میں جو احمدآباد میں منعقد ہوگا۔ ہندوستان کی کامل آزادی اور ایک جمہوری حکومت کا اعلان کریں۔ گورنمنٹ بمبئی نے گورنمنٹ ہند کے ایماء سے صرف اس حصہ قرارداد پر کارروائی کی گئی ہے جسکے اوپر لائن کشیدہ کر دی گئی ہے اس ریزولیوشن کی مولانا حسین احمد صاحب نے بھی تائید کی تھی اسمیں ان لفظوں نے مسلمانوں اور بالخصوص علمائے اسلام کو اسلام کا وہ مذہبی فرض یاد دلایا تھا۔ چونکہ کسی کونسل کا بنایا وضع کیا ہوا قانون تھا اور نہ کسی سیاسی جماعت کی انقلابی تدبیر تھی۔ بلکہ اس شریعت قدیمہ کا ایک حکم تھا جسپر مسلمان تیرہ صدیوں سے عمل پیرا ہیں حکومت نے اسے ایک قابل تعزیر جرم قرار دیکر ہندوستان کیلئے کیسے کیسے سرفروش رہنماؤں اور مسلمہ پیشوایان پر بغاوت کا مقدمہ بنا کر کراچی جیل میں دھر گھسیٹا۔

جلسہ کراچی میں

ریزولیوشن کی تائید میں مولانا محمد وح کی تقریر

حضرات جس مقصد کیلئے آپکو حکم فرمایا گیا ہے جس تجویز کے پیش کرنے کیلئے مجھے حکم دیا گیا

ہے اسلئے متعلق میں مختصر الفاظ میں کچھ قرآن حدیث کے احکام آپ حضرات کے سامنے
پیش کرنا چاہتا ہوں قبل اسکے کہ اسکو میں صریحۃً آپکے سامنے عرض کروں اتنا عرض کر
دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف تمام مسلمانان عالم کے درمیان کس قسم کا رابطہ
اور تعلق بیان کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے (آیت) مسلمان کہیں ہوں کسی رنگت کے ہوں کسی
نسل کے ہوں مشرق کے رہنے والے ہوں گورے رنگ کے ہوں یا کالے رنگ کے
ہوں کسی قسم کی زبان رکھنے والے ہوں انمیں کسی قسم کا کوئی اختلاف ایسا نہیں ہے
جس کی وجہ سے ایک مسلمان دوسرے سے غافل ہو سکے یا یہ کہ ایک مسلمان دوسرے
مسلمان کو کسی ایسی حالت میں چھوڑ سکے جس میں اسپر یا اسکی کسی عزت پر یا مال پر صدمہ
پہنچتا ہو۔ قرآن یہ ہے کہ [illegible] یعنی یہ آیت صاف طور سے دلالت کرتی ہے کہ مسلمانوں
میں آپس میں ایک دوسرے سے ایسا تعلق اور ارتباط ہونا چاہیے جیسا کہ ایک بھائی کو
دوسرے بھائی سے ہوتا ہے۔ اس آیت کا جو کہ یکجا نازل فرمائی گئی ہے اس سے مقصد
کیا ہے آیا [illegible] [illegible] ہے یا کسی علم کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جن صاحبان
نے زبان عربی کی طرف تھوڑی سی بھی توجہ کی ہوگی عادت عرب سے واقف ہونگے
وہ [illegible] سے بخوبی واقف ہیں کہ بھائیوں کے درمیان عرب میں ایک لشان اور ایک
ایسا [illegible] رکھا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے بھائیوں کی ایک خصوصیت ظاہر ہوتی ہے
جیسی دوسری قرابت میں نہیں ہوتی تھی اس واسطے شاعر کہتا ہے عربی کا [illegible]
شعر پڑھا جسکا مطلب یہ ہے کہ اپنے بھائی کو مضبوط پکڑنا چاہیے کیونکہ جس کے پاس
بھائی نہیں ہے۔ اس کی ایسی حالت ہے جیسے کوئی جنگ میں بغیر ہتھیار کے
جائے مقصد یہ ہے کہ قرآن نے تمام مسلمانوں میں مددگاری کے واسطے اور خیر خواہی
کے واسطے اور ہر قسم کی خبر گیری کیلئے ایک ایسی پابندی قایم کردی ہے اور اتنی محبت
ہوتی ہے کہ ایک باپ اور ایک ماں کی جیسا اولاد کے اندر ہوتی ہے قرآن
اس مضمون کو دوسرے الفاظ میں بھی خاص طور سے پیش کرتا ہے [illegible]

مسلمان مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے باہم امداد و مددگار ہیں جناب نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اس مضمون کو بہت سی احادیث میں صاف طور سے ذکر فرماتے
ہیں۔ کہیں فرمایا جاتا ہے (حدیث) یعنی مسلمان تمام روئے زمین پر پھیلے ہوں مگر
سب کے سب ایک جسم کے اعضاء کی طرح سے ہیں جیسے کہ آنکھ میں اگر درد ہوتا
ہے تو باقی جسم میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ نیند نہیں آتی اسیطرح سے مسلمانوں کی حالت
آپس میں ہونی چاہیئے۔ کہیں فرماتے ہیں (حدیث) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی
ہے اسکو رسوا نہ کرو غرض یہ ہے کہ اسلام نے تمام مسلمانوں میں ایک ایسا رشتہ اور
رابطہ قائم کر دیا ہے کہ جسکی وجہ سے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق ہے غرض یہ ہے
کہ اسلام نے اور قرآن و حدیث نے مسلمانوں کے درمیان ایسا رابطہ اور اتحاد قائم
کر دیا ہے کہ جس کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر خواہ کہیں کے ہوں ہر ایک مسلمان کے حقوق
کی بہت قوت کے ساتھ رعایت کرنا ضروری ہے جیسا کہ یہ بات مختلف احادیث
اور آیات میں بڑی صراحت قوت کے ساتھ بیان کر دی ہے۔ تو اب ہم کو اس بات کی
طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ آج مسلمانوں کو روئے زمین پر کیا کرنا چاہیئے۔ اور
جس حالت میں کہ اسلام گھری دوسری جگہوں میں پھنسا ہوا ہے خلافت حرمات پر
پھنسی ہوئی ہے جو علمائے اسلام اور مذہب اسلام کی حالت آئے دن ہو رہی ہے
اسکے متعلق کیا حکم ہونا چاہیئے۔ اسکو بھی قرآن سے ہی دریافت کرنا چاہیئے۔
قرآن کہتا ہے (آیت) اے مسلمانوں تمہارے ساتھ جو لوگ قتال کرتے ہیں یعنی جو
لوگ تمہارے ملک پر ہجوم کرتے ہیں جو لوگ تمہاری عزت اور تمہارے ملک تمہاری
دولت کو برباد کرنا چاہتے ہیں اور جو لوگ تمہارے مذہب کو دنیا سے ملیامیٹ
کرنا چاہتے ہیں انکے ساتھ تم لوگ مقابلہ کرو اور انکے ساتھ مقاتلہ کرو۔
یہ حکم شرعی طور سے فرمایا جاتا ہے اور عرض کر دیا جاتا ہے کہ اگر مخالفین اسلام ہجوم کریں

شہر ہائے اسلام پر تو فرض ہے تمام مسلمانوں پر کہ انکا مقابلہ کریں اسمیں کوئی خصوصیت
کسی خاص قوم کی نہیں کی گئی ہے جس کی وجہ سے فقہائے اسلام فرماتے ہیں اگر کسی
جانب پر اسلامی شہروں میں سے ہجوم ہو تو تمام مسلمانوں پر بتدریج فرض ہو جاتا ہے
اول اس شہر کے رہنے والوں پر فرض عین ہو جاتا ہے کہ وہ کفار کا مقابلہ کریں اور دفع
کریں اور اگر وہ سستی کریں تو اس شہر کے اردگرد رہنے والوں پر یہ حکم فرض ہو جاتا ہے
اگر وہ بھی سستی کریں گے اردگرد کے رہنے والوں کا فرض ہو جائیگا اسیطرح سے بتدریج
آہستہ آہستہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر یہ حکم فرض ہو جائیگا اور یہ حکم وقوع ہو جائیگا
کہ ہم سب کے سب اپنی جان سے اپنی مال سے روپیہ پیسہ سے انکا مقابلہ کریں اس
بنا پر اسکی ضرورت ہوئی کہ شہر ہائے اسلام پر ایسے ممالک پر جو ملک کسی بادشاہ اسلام
کے قبضہ میں تھے انکے اوپر ہجوم کیا گیا تو اسکی وجہ سے خواہ کہیں کے مسلمان ہوں
خواہ ہندوستان کے مسلمان ہوں یا چین کے مسلمان ہوں یا بخارہ کے مسلمان ہوں
سب کے اوپر فرض ہے کہ انکی مدد کریں اور کافروں کو انکے شہروں سے نکالیں فقط یہ ہی
نہیں بلکہ دوسری جگہ یہ بھی فرمایا گیا ہے (عربی) کہ مخالفین اسلام تم سے مجتمع ہو کر اکٹھے
ہو کر مقابلہ کرتے ہوں تم سے لڑائی کرتے ہوں تمہارے ملک کو اور عزت اور دین کو برباد
کرنا چاہتے ہوں تو اس ہی طرح سے تم سبھوں پر فرض ہے کہ سب کے سب ملکر ان
سے مقابلہ کرو اور لڑائی کرو ان دونوں آیتوں کے مفہوم پر غور فرمائیے اسکے معانی
کو ملاحظہ کیجئے ان دونوں آیتوں کا خلاصہ خاص طور سے یہ نکلتا ہے کہ تمام مسلمانان
عالم پر ایک حالت میں جبکہ اتحادی ممالک اور یوروپین قومیں ملکر جبکہ اسلامی دولت
کو برباد کرنا چاہتے ہوں اور طرح طرح کے مظالم کرتے ہوئے ایسی صورتیں اختیار کرتی
ہوں کہ جس کی وجہ سے اسلام کی دولت ہی فقط ضائع نہو بلکہ اسلام دنیا سے مٹ
جائیگے تو سوچتے ہیں آپ خود جان سکتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں سے کیا معلوم

ہوتا ہے اور کیا آپ کے ذمہ حکم شرعی عائد ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک شخص پر ہر مسلمان پر فرض ہے
کہ اسوقت مجتمع قوت کے ساتھ انکا مقابلہ کیا جائے پھر جبکہ یہ فرض تھا کہ انکا مقابلہ
کیا جاوے اور ایسی صورت میں اگر مسلمان کسی قسم کی سستی کریں یا کاہلی کریں تو اس سے
آپ جان سکتے ہیں کہ وہ کس قدر اعلیٰ درجہ کے گنہگار ہونگے کیونکہ فرض کا ترک حرام
ہے جو گناہ بڑے بڑے ہیں انہیں سے یہ ایک بہت بڑا گناہ کبیرہ ہے اسی صورت
میں جبکہ کسل کرنا سستی کرنا گناہ کبیرہ تھا تو اب جو مخالفین اسلام ہیں انکی مدد کرنا کسی قسم
کی کس طرح سے جائز ہوگی۔ اسی واسطے قرآن شریف میں بہت سی آیتوں میں اسکی خاص
طور سے مخالفت کی گئی ہے کبھی فرماتے ہیں کہ۔ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا
علی الاثم والعدوان بھلائی اور تقوی و پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور
گناہوں اور ظلم اور تعدی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو جو لوگ کہ اتحادیوں کی مدد بہت
کرتے ہیں چاہے وہ پیسہ سے مدد کرے چاہے وہ جان سے مدد کرے جس طرح سے مدد
کرینگے وہ اس خبر میں داخل ہونگے یعنی لا تعاونوا علی الاثم والعدوان جبکہ یہ
یہ بات معلوم ہے کہ آج یورپ یہ چاہ رہا ہے اتحادی یہ چاہ رہے ہیں کہ کوئی حکومت
اسلامی روے زمین پر باقی نہ رہے سب سے بڑی قوت اسلامی یہ سلطنت روم تھی
جس کا بادشاہ وہ خلیفہ اسلام کہا جاتا ہے وہ ہر طرح سے حمایت اسلام کی کرتا تھا جبکہ
اسکے برباد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں تو اب جو شخص اتحادیوں کا ساتھ کسی بات میں
بھی دیگا چاہے وہ فوج میں بھرتی ہووے یا خود فوج میں داخل ہوکر جاوے یا وہ اپنے
اعمال سے اپنی تحریر سے ساتھ دیگا وہ حقیقتاً مخالف اسلام ہے اور اسلام کی جڑ کھودنیوالا
ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی صورتوں میں فرماتے ہیں (حدیث) جس شخص نے
ہم پر یعنی مسلمانوں پر ہتھیار کو اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے جو لوگ کہ فوج میں بھرتی ہوکر
اس طور پر اتحادیوں کی اور مخالفین اسلام کی مدد کرتے ہیں وہ اپنے آپکو دیکھیں کہ آیا وہ مسلمان

باقی رہ سکیں گے یا نہیں ہیں اسکے متعلق واقعات کو جو کچھ واقع ہو چکے ہیں دکھلانا نہیں
چاہتا فقط ایک واقعہ آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جسکا مجھ سے ایک اسٹریلین مسلمان
نے ذکر کیا تھا اور نہایت وثوق کے ساتھ ذکر کیا تھا اور اُسنے ایک عیسائی آسٹریلین سے
جو کہ دردانیال میں موجود تھا اس نے نقل کیا ہے چونکہ یہ واقعہ ایک عیسائی کے بیان سے
ہے جو کہ مخالف اسلام ہے اور وہ خود اسکو ذکر کرتا ہے اسلئے ایک قابل عبرت واقعہ ضرور ہوگا
اور لوگوں کو اس سے اندازہ ہو جائیگا کہ آج ہم مخالفین اسلام کی مدد کرکے اسلام پر باقی رہ
سکینگے یا نہیں یہ آسٹریلین مسلمان کہتا ہے کہ جسوقت میں التوائے جنگ کے بعد آسٹریلین
فوجیں واپس آئی ہیں میں آسٹریلیا میں موجود تھا۔ ایک قہوہ خانہ میں ایک ہوٹل میں انکا
اجتماع ہوا وہ آپسمیں باتیں کرنے لگے تو ایک واقعہ انھوں نے ذکر کیا اس سے ایک خاص
بات ہی اور معلوم ہو جائیگی کہ ہندوستانیوں نے اس جنگ میں اپنے لئے کیا حصہ لیا اور
کیسی سرخروئی یا سیاہ روئی کمائی اسٹریلین عیسائی بیان کرتا ہے کہ میں بھی خندق میں
موجود تھا اور میرے ساتھ خندق میں چند ہندوستانی سپاہی تھے جنمیں دو مسلمان تھے
اور میں دیکھتا تھا کہ دو تین روز سے آپسمیں جھگڑا ہوتا تھا اور باتیں ہوتی تھیں میں
سمجھتا نہ تھا مگر اندازے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک انمیں سے یہ چاہتا تھا کہ ہتھیار چھوڑکر ترکوں
سے جاملے مسلمان ہونیکی وجہ سے۔ اور دوسرا اسکا ساتھی یہ چاہتا تھا کہ ہتھیار چھوڑکر انسے جاکر
نہ ملے اور ایسا نکرے اور اسکو روکتا تھا ایک یا دو روز تک یہ جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر میں ایک
شخص انمیں سے ہتھیار چھوڑکر وہیں پھینک کر کے ترکوں سے جاملنے کے لئے انکی خندق کیطرف
بھاگا۔ چند قدم آگے بڑھا تھا کہ اُسکے دوسرے ساتھی نے شور مچایا اور دوسرے سپاہیوں سے
کہا کہ یہ ترکوں سے ملنے جاتا ہے تم اسکے اوپر گولی چھینکو گولی ماری گئی۔ وہ بیچ میں پہنچا تھا۔
درمیان ہی میں تھا کہ اسکے گولی لگی اور وہ مر گیا۔ اب اس واقعہ کو سنئے وہ آسٹریلین کہتا ہے
کہ بیچ میں جہاں وہ آدمی گرا تھا کوئی آدمی نہ جاسکتا تھا اسلئے کہ اگر ترکوں میں کوئی آدمی پہنچے

تو ہم گولی مارتے اور اگر ہم سے کوئی آدمی پہنچے تو وہ گولی مارتے۔ پھر گرمی کا وقت تھا۔ اگر کوئی
میت کوئی مردہ وہاں پہونچے یا دماغ پر باقی رہتا تو چند گھنٹے کے بعد اسکا جسم کالا پڑ جاتا
تھا اور بدبو واقع ہو جاتی مگر واقعہ یہ ہوتا ہے کہ رات کو ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی لاش کے پاس
ایک شمع روشن ہے ایک چراغ جل رہا ہے ہم نے دوربین (انگریزی) کے ذریعہ سے پورے
طور پر دیکھنا چاہا کہ کوئی آدمی اسکے پاس آیا ہے یا کسی نے چراغ دکھایا ہے کوئی شخص معلوم
نہیں ہوا۔ اور معلوم ہوا ہے کہ یہ روشنی میدان جنگ (انگریزی) میں سے اس طرح ڈالی
جاتی ہے کہ اس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں باقی رہتی بلکہ معمولی طور پر جنگ میں ہر وقت
میں رات کو یہ روشنی روشن کی جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دو تین روز تک وہ روشنی
وہاں پڑتی رہی مگر ہر رات کو ہم دیکھتے تھے کہ ایک شمع وہاں موجود ہے یہ کوئی نیا واقعہ
نہیں ہے بلکہ بخاری شریف جن حضرات نے پڑھی ہے انکو معلوم ہوگا کہ بعض حضرات جو
شہید ہو گئے تھے انکے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا ہے اور انکی روشنی محض انکی لاش کے قریب
ایک مدت تک پائی گئی۔

اسکے بعد کہتے ہیں کہ جیسے وہ [illegible] کے بعد [illegible] لگنا شروع ہوئی تو اس وقت
جب اسکی لاش اٹھائی گئی تو اسکی لاش [illegible] رنگت میں کوئی کسی قسم کا فرق واقع ہوا
گویا کہ ابھی وہ شخص مرا تھا نہ اسکے جسم میں کوئی بدبو پیدا ہوئی نہ اسکے کسی چیز میں
اور کوئی تغیر پیدا ہوا۔ یہ تو اس شخص کی حالت ہوئی مگر وہ کہتا ہے کہ جسنے گولی مروائی تھی
اسی دوسرے شخص کی یہ حالت ہوئی کہ چند گھنٹوں کے بعد ایک گولی اسکی پیشانی پر
لگی تو اسکی ہڈی چہرے کی اس طرح سے آگے نکلی جیسے سور کا منہ ہوتا ہے اور رنگت
بھی سیاہ ہو گئی۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جس شخص نے گولی ماری تھی اس شخص کی پیشانی پر
بھی گولی لگی۔ اور چہرے کی ہڈی اس طرح سے آگے نکل آئی کہ منہ نہایت ہی لمبا ہو گیا
اور صورت نہایت ہی سیاہ ہو گئی۔ اور چہرہ سیاہ نکل آیا بالکل سور کی سی صورت ہو گئی
یہ بیان کسی مسلمان کا نہیں ہے عیسائی بیان کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اسمیں تمہارے مذہب کے

حفاظت کی دلائل موجود ہیں اور ظاہر نظر آتی ہیں۔ میں فقط اس واقعہ کو آپ کے سامنے
دردانیال کے پیش کرتا ہوں۔ ایسے واقعات بہت سے ہیں عراق اور دردانیال
اور بصرہ وغیرہ میں فوجوں کے سامنے پیش آئے ہیں مگر ایک واقعہ آپکے سامنے پیش
کرکے یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ دیکھئے آپ ان عیسائی کی۔ اور کافروں کی سنو دشمنان
خدا اور رسول کی مدد کرتے ہیں اور مدد کرنیکے لئے تیار ہوتے ہیں خواہ اس دفتر میں آپ
نام لکھائیں جہاں دشمنوں کا نام لکھا ہوا ہے اور جو کہ دشمنوں کا دفتر ہے یعنی غلام
سپاہ کا دفتر خواہ آپ اسمیں چندہ دیں خواہ ان فوجوں میں بھرتی کرائیں تھوڑی
مدد ہو یا بہت ہو۔ تو دیکھئے جناب رسول فرماتے ہیں کہ (عربی) جس نے کسی فوج کی جماعت
کو بڑھایا یعنی وہ اس جماعت میں شریک نہیں تھا حقیقتاً نہ انکی مدد کرنا چاہتا تھا مگر
تماشہ دیکھنے کیواسطے یا کسی اور وجہ سے اس جماعت میں آکر بیٹھ گیا تو وہ اس ہی
جماعت میں سے ہوگا جب آپنے دشمنان خدا و رسول کے دفتر میں اپنا نام لکھایا
تو انکی جماعت میں شامل ہوکر اسکو بڑھا دیا جب آپ نے کسی کو فوج میں بھرتی ہوکر
یا بھرتی کراکر شرکت کی اگرچہ آپکے دل میں ایمان تھا اور آپ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کہتے تھے مگر خیال کیجئے کہ آپ نے اسوجہ سے کہ دشمنان اسلام کو
تقویت پہونچائی آپ کا کیا حال ہوگا۔ قرآن کہتا ہے (عربی) کہ جو شخص کسی مسلمان
کو قتل کریگا جان بوجھکر قصداً تو اسکی جزا کیا ہے (جہنم) ہمیشہ رہیگا۔ اس جہنم میں اور
اللہ کا غصہ ہوگا اوسپر اور اللہ کی لعنت ہوگی اوسپر اور اللہ تعالی نے اسکے واسطے بہت
سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر کیا کسی مسلمان شخص کو یہ بات جائز ہے کہ وہ اس فوج
میں بھرتی ہو۔ جسکے اندر علانیہ طور پر مسلمانوں سے مقابلہ کا حکم دیا جاتا ہے کیا آپ
فوجوں میں بھرتی ہوکر اپنے آپ کو کہہ سکتے ہیں کہ جسوقت گورنمنٹ کسی مسلمان قوم
کو مسلمان قوم کے مقابلے میں بھیجے ہم مسلمان وہاں نہیں جائینگے۔ بہت سے لوگوں
نے مصر میں کہا عراق میں کہا اور انکار کیا تو انکے گولی ماردی گئی مجھسے خود جرنیل

علی احسان پاشا نے مالٹا میں ذکر کیا جسوقت ہیں وہ حضرت شیخ الہند مرحوم سے ملنے کے لئے گئے تو وہ باتیں جو اوس نے بیان کیں بہت ہی افسوس نہایت الم اور درد و رنج وغم وہ ظاہر کرتے تھے اہل ہند پر۔ وہ کہتے تھے کہ اہل ہند سے ہمکو نہایت زیادہ شکایت ہے۔ ہم نے ہند پر چڑھائی نہیں کی تھی۔ ہم نے ہندوستان کے ہندو یا مسلمانوں کو کبھی کسی قسم کی تکلیف نہیں دی۔ نقصان نہیں پہونچایا۔ ہم نے اونکے ملک نہیں چھینے تھے انکی دولت عزت آبرو کو برباد نہیں کیا تھا بلکہ ہمارے علائقی تعلقات مذہبی اور دینی کے انکے ساتھ تھے۔ ہم اور ہندوستانی لوگ ایک مذہب میں ایک نسل کے ایک براعظم کے رہنے والے ایشیائی ہیں ہم میں بہت کچھ اتحادات تھے۔ ہمکو اس بات کی بہت ہی امید تھی کہ جسوقت ہم ہم کوشش کر رہے ہیں کہ تمام مشرق مغربی برائیوں سے پاک صاف ہو کر آزاد ہو جائے ہماری اصلی غرض یہی تھی کہ ہم مسلمانوں کو آزاد کرائیں تو انکا فرض منصبی تھا کہ وہ ہماری ہر طرح مدد کرتے مگر مدد کرنا تو درکنار انہوں نے ت بھی اختیار نہ کیا۔ انھوں نے ہمارے مقابلہ میں فوج کشی کی دشمنان خدا و رسول کو ہر طرح سے مدد دی۔

وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ہم نے مسلمان لوگوں کو جو اسیر (قیدی) ہو کر ہمارے پاس سامنے آئے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم بھی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہو اور ہم بھی کہتے ہیں تو پھر کیوں تمنے ہمارے اوپر بندوقیں اوٹھائیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ اگر اب ہم بندوقیں نہ اوٹھائیں تو ہمارے گلے کاٹے جاتے گلے کی طرف انھوں نے اشارہ کیا یہ کس وجہ سے کہ اگر مسلمان بھرتی ہو کر یہاں میں اور مسلمان پھر یہ کہیں کہ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ میں مقابلہ نہیں کر سکتے تو انکی جان کی خیر نہیں گولی ماری جائے اور بہت سے لوگوں کے گولی ماری گئی حضرات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کسی قسم کی کوئی مدد دشمنان اسلام کی کرتے ہیں تو آیا آپ کو اس بات کی امید ہے کہ آپ کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور کیا آپکو یہ بھی امید ہے کہ جناب رسول پاک کی شفاعت سے قیامت کے دن آپ کامیاب ہونگے کیا آپکو امید ہے کہ جناب باری سبحانہ تعالیٰ کے سامنے کل کو سرخروئی کسی قسم کی حاصل ہو جائگی

میں اس مضمون کو مختصر طور پر عرض کرنے کے بعد ایک خاص مضمون کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور میں عنقریب اس بیان کو ختم کردونگا زیادہ طول طویل بیان نہیں کرنا چاہتا وہ یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں سے (عربی) آیتیں پڑھیں۔ جیسا کہ مشرکین جمع ہوکر اور ایک اتحادی اور اجتماعی قوت سے کام مقابلہ اور مقاتلہ لڑائی کا تمہارے ساتھ کرتے ہیں اور جنگ کرتے ہیں اسی طرح تم پر اے مسلمانوں فرض ہے کہ خواہ چین کے ہو خواہ ہندوستان کے۔ خواہ عرب کے ہو خواہ عراق کے۔ روم کے ہو خواہ شام کے تم سب کے سب اجتماعی صورت سے انکا مقابلہ کرو۔ آج حالت یہ ہے کہ امریکہ کے عیسائی انگلینڈ کے عیسائی مجتمع ہوکر فرانس کے عیسائی اٹلی کے عیسائی اور نیز دوسری جگہ کے اکھٹے ہو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اس جنگ میں جو کچھ ہوا وہ آپ حضرات نے بہت اچھی طرح سنا پھر اس صورت میں کیا فرض ہوگا مسلمانان ہند اور دوسری جگہ کے مسلمانوں کا وہی فرض ہوگا جو قرآن اپنی بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ تم مجتمع ہوکر ان کے ساتھ مقابلہ کرو اور لڑائی اور جنگ کرو۔ اور اسلام کو فتحیاب کرنے کی ہر طرح سے صورت کیجائے اگر اس سے مسلمان غافل رہے تو بیشک اونھوں نے ایک بہت بڑا انتقام خدا اپنے لئے کمایا ہے جو کہ آخرت میں انکے لئے کسی صورت سے سرخروئی کا ذریعہ نہیں ہوسکیگا۔ اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ پورے طریقہ سے مقابلہ کیاجاے مگر اوسکا مطلب یہہ نہ خیال کیا جائے کہ ہر شخص کو اوسکی طاقت سے زیادہ تکلیف دیجائیگی کیونکہ (عربی آیت) بلکہ یہ بات ضروری ہوگی کہ ہر شخص اپنی طاقت کے موافق مقابلہ کریگا جیسے ترکوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق مقابلہ کریں اسلئے یہ صورت ابتدا سے اختیار کی گئی ہے کہ نہایت ہی امن کے ساتھ شائستگی کے ساتھ ہندوستان میں قانون کی حد کے اندر مقابلہ کیا جائے اور اسکے لئے صورتیں پیدا کی جائیں چنانچہ ابتک جو کچھ ہوا اور سعی کیگئی وہ اس بات کی تھی کہ قانونی حد کے اندر رہکر نہایت امن اور شائستگی سے مقابلہ کیا جائے اسکی مختلف صورتیں

بیان ہوچکی ہیں آپ حضرات سن چکے ہیں۔ مگر آج یہہ صورت پیش آگئی ہے کہ خوف کیا جاتا ہے اور اعلانات انگلینڈ سے جاتے ہیں کہ وہ انگورہ گورنمنٹ کو جوکہ ایک اکیلی گورنمنٹ مسلمانوں کی باقی رہگئی ہے اور اسکے ساتھ ہیں کسی قدر قوت ہے جسکو ایک مدت سے یونان ہر طرح سے پیس رہا ہے جس میں یونانیوں کے مظالم اس درجہ کو اور اس حد کو پہونچ گئے ہیں جسکو وحشیوں کی قومیں بھی کسی طرح سے روا نہیں رکھ سکتی ہیں اس میں برطانیہ اور اسکی متحدہ دولتیں کس قسم کی احتجاج کی آوازیں بلند نہیں کرتی مگر آج پھر بھی خوف کیا جاتا ہے کہ وہ انگورہ گورنمنٹ کو اعلان جنگ دینا چاہتی ہیں اور ہم خاموش ہیں پھر کیا اس صورت میں مسلمانوں کا فرض یہ ہی ہوگا کہ جیسے پہلے سے معاملہ کرتے چلے آئے ہیں اس ہی طرح سے معاملہ کرتے رہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ قرآن کے حکم کے موافق تو لازم تھا کہ وہ پورے طور سے جنگ کرتے مگر جبکہ ان کے اندر قوت نہیں ہے وہ پورے طور سے جنگ نہیں کرسکتے اس واسطے اس درجہ میں ایسا کرنا لازم ہوگا کہ وہ امن کے اور شائستگی کے ساتھ امن کو نہ توڑیں۔ اور یہ بھی لازم ہے کہ جس طرح سے اب تک قانون کی پابندی کی گئی ہے اسیطرح پابندی نہ کیجاے بلکہ قانون شکنی کے جو قواعد ہیں اسکے مطابق مقابلہ کیا جائے اور یہ جنگ بھی اسی طرح پُرامن اور شائستگی کے ساتھ رہیگی۔

فقط اس معاملہ میں مقابلہ میں زیادتی کیجائے کہ وہ قانون کی حد میں نہ رہیں بلکہ حد سے بھی باہر ہوجائیں اسلئے میں ان آیات اور ان احادیث کے موافق جوکہ اس باب میں وارد ہوئی ہیں اس مضمون کی جو ابھی پڑھا گیا ہے تحریک کرتا ہوں کہ ضروری ہے تمام مسلمانوں پر کہ تمام فوجوں کو اور تمام لوگوں کو اس بات سے روکیں کہ وہ اتحادیوں کی کسی قسم کی مدد نہ کریں اور اگر انگورہ گورنمنٹ پر برطانیہ کی فوجیں حملہ کریں تو وہ قانون شکنی کرکے نہایت امن اور شائستگی کے ساتھ مقابلہ کریں اور جسقدر قوت صرف ہوسکے اسکو صرف کریں اسلئے میں اب اس بیان کو ختم کرتا ہوں والسلام۔

جب ۲۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ثبوت استغاثہ کا سلسلہ اور مولانا محمد علی صاحب کا معرکتہ الآرا بیان بھی ختم ہوگیا تو مجسٹریٹ نے مولانا ممدوح سے گفتگو سبقت شروع کی ۔

سوال منجانب عدالت ۔ مولوی حسین احمد آپ کانفرنس میں موجود تھے ۔

جواب ۔ میں اپنے بیان میں سب کچھ عرض کرونگا ۔

سوال ۔ آپ نے گذشتہ کانفرنس میں تقریر کی تھی ؟

جواب ۔ اس کا بھی وہی جواب ہے جو پہلے سوال کا تھا ۔

سوال ۔ کانفرنس میں کوئی اس قسم کی تجویز پاس ہوئی تھی جس کا تعلق فوج سے ہو ؟

جواب ۔ وہی اسکا جواب ہے جو پہلے سوالات کا ہے ۔

سوال ۔ آپکو گواہوں کے متعلق کچھ کہنا ہے ؟

جواب ۔ اس کا بھی وہی جواب ہے ۔

بیان ۔ میں سب سے پہلے اپنے محترم دوست مسٹر محمد علی کے بیان موافقت کرتا ہوا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ یہہ مسئلہ مذہبی ہے اس واسطے خاص طور پر آپکو توجہ دلاتا ہوں ہندوستان کے پہلے زمانہ کے تاریخی واقعات جو آجتک ہوئے ہیں انکی تفصیل میں آگے اپنے تحریری بیان میں پیش کرونگا وہ دکہا رہے ہیں کہ ہندوستان ایک مذہب پرست ملک ہے یہاں کے باشندے مذہبی تعصب میں دوسرے ملکوں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں ۔ اس لئے ہندوستان کی حکومت کیلئے مذاہب کی رعایت کرنی ضروری سمجھی گئی ہے مدبرین برطانیہ اور ملکہ وکٹوریہ نے اس راز کو سمجھا اور یقیناً جان لیا کہ ہندوستان میں امن وامان قایم کرنا مذہبی آزادی پر مبنی ہے اسلئے ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے وہ اعلان کیا گیا جس کا حوالہ مسٹر محمد علی نے دیا ہے اوسمیں مذہبی آزادی پوری طور سے تسلیم کی گئی ہے ۔ اس میں کسی قسم کی مداخلت کسی وقت میں جائز نہیں رکھی گئی ۔ اسمیں صاف کہدیا گیا ہے کہ کسی مذہبی کام کرنے والے کو ستایا نہ جائیگا ۔ اسوجہ سے ابتک امن وامان قایم رہا ۔ میں اس اعلان کی طرف توجہ دلانیکے بعد اپنے شخصیت

کیطرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ میں دو حیثیتیں رکھتا ہوں میری ایک حیثیت یہ ہو کہ مسلمان ہوں۔ اور دوسری حیثیت ہے کہ میں عالم دین ہوں (اس جگہ مجسٹریٹ نے کہا میں تقریر سننا نہیں چاہتا۔ بیان دیجیے جیکا مولانا صاحب نے جواب دیا کہ میں تقریر نہیں کر رہا ہوں۔ ریزولیوشن کے متعلق جواب دے رہا ہوں) مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرا یہ فرض ہے کہ میں قرآن مجید کے تمام ٹکڑوں ان جملہ حروں اور کلمات پر ایمان رکھوں حضرت محمد صلعم کے فرمودہ احکام پر یقین رکھوں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر کوئی دنیوی طاقت قرآن مجید کے کسی حکم اور فرمانات محمد صلعم کے ارشادات سے روکے یا انکار کرنے کا حکم کرے تو وہ زمین و آسمان کے بادشاہ اور اسکے سچے پیغمبر کے احکام کا اتباع کرتا ہوا دنیوی طاقت کے قوانین اور اوامر کو ٹھکرا دے۔ اسلام کے جملہ اصول وعقائد اور شریعت محمدیہ کے تمام احکام کو سچا یقین کرتے ہوئے اسکے خلاف قوانین کو لغو اور باطل سمجھے ورنہ اس کے اور ایمان کی باقی رہنے کی کوئی صورت نہیں۔ (بخاری مسلم وغیرہ) میں ہے۔ السمع والطاعة علی المرء المسلم فی ما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة حضرت محمد صلعم فرماتے ہیں کہ اطاعت کرنا ہر مسلمان پر بادشاہ کی ضرور ہے چاہے خواہش کے موافق ہو یا نہ ہو جبتک خدا کی نافرمانی کا حکم نہ ہو۔ اور اگر خدا کی نافرمانی کا حکم ہو تو اطاعت نہیں کرنی چاہئے اس حدیث کو بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے لا طاعة فی معصیة انما الطاعة فی المعروف یعنی نافرمانی میں اطاعت کسی کی نہیں ہے۔ فقط خدا اور رسول کے حکم کے موافق امور جنکو معروف کہتے ہیں ان میں اطاعت ہے۔ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (بخاری مسلم) تیسری حدیث میں ہے کہ کسی مخلوق کی تابعداری خالق کی نافرمانی میں نہیں ہونی چاہئے۔ اسلام کے پہلے زمانہ میں خلفائے کے قصہ تاریخ میں مذکور ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بڑے بڑے خلفائے اور جرنیلوں سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا تم مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم ہو تو وہ جواب دیتے تھے کہ ہمکو یہ لوگ اسوقت تک حاکم

اور بادشاہ سمجھتے ہیں۔ جبتک ہم اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے موافق حکم دیتے ہیں لیکن جسوقت ہم نے خدا کے حکم خلاف حکم دیا اُسوقت بادشاہ اور حاکم نہیں سمجھے جائینگے۔ میری دوسری حیثیت حاکم اور مذہب اسلام کے محافظ ہونیکی ہے اور چونکہ میں ایک عرصہ دراز تک حضرت محمد صلعم کے روضہ مبارک پر یعنی دس برس تک مذہبی پروفیسری کر چکا ہوں اسلئے میرے لئے فریضہ علمیہ اسلامیہ ادا کرنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف میں ہر عالم پر قرآنی احکام کا اور حضرت محمد صلعم کے احکام کا ہر شخص تک حسب استطاعت پہنچا دینا ضروری کر دیا گیا ہے چنانچہ دوسرے پارہ میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس الاٰیۃ۔ یعنی جو لوگ ہماری اُتاری ہوئی ہدایتوں اور روشنیوں کو چھپاتے ہیں اور ہمارے بیان کر دینے کے بعد لوگوں سے بیان نہیں کرتے۔ ان پر اللہ اور اسکے فرشتوں کی لعنت ہے اور قرآن میں اس قسم کی بہت سی آیتیں موجود ہیں حضرت محمد صلعم فرماتے ہیں من سئل عن علم علمہ فکتمہ الجم بلجام من النار (ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ) (امام محمد) جس شخص سے کوئی علم کی بات دریافت کی جائے اور وہ اُسکو جانتا ہوا چھپائے تو قیامت کے روز اسکو آگ کی لگام پہنائی جائیگی حضرت محمد صلعم فرماتے ہیں کہ لتامرون بالمعروف والتنھون عن المنکر اولیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا من عندہ ثم لتدعونہ ولا یستجاب لکم۔ کیا تو امر بالمعروف کرو اور بری سے روکو ورنہ اللہ کا عذاب سب پر نازل ہوگا پھر تم دعا مانگوگے مگر وہ قبول نہ کیجائیگی۔ اس کے علاوہ اس قسم کی بہت سی آیات اور حدیث موجود ہیں اس لئے مسلمان کا فرض ان معلوم شدہ احکام کو لوگوں تک پہونچانا ہے خصوصًا علما کا ذمہ کہ اس طریقہ پر چلیں جو پیغمبروں کا طریقہ تھا جسکو چھٹے پارہ میں ذکر کیا گیا ہے رسلا مبشرین منذرین لئلا یکون للناس اللہ الاٰیۃ۔ تاکہ قیامت کے روز کسی کو دلیل باقی نہ رہ جائے پیغمبروں کے بعد علما بھی انکے جانشین ہیں ان کا بھی طریقہ ہے کوئی توجہ کرے یا نہ کرے۔

اس کے بعد میں اس ریزولیوشن کیطرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ قرآن شریف میں مسلمان کے قتل کرنیکی سزا جسقدر سخت ذکر کی گئی ہے اسکے بعد کسی گناہ کی اسقدر سزا ذکر نہیں کیگئی سورۂ نساء میں ہے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما کسی مسلمان کو ارادہ سے قتل کرنے کی پانچ سزائیں ہیں۔ (۱) جہنم (۲) ہمیشہ جہنم میں رہنا (۳) اللہ کا غضب (۴) اللہ کی اس پر لعنت (۵) عذاب عظیم جو اسکے لئے ملیگا تیار ہے۔ دوسری آیت سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ اچھے بندوں پر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذالک یلق اثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد فیہ مھانا الآیۃ اچھے لوگ وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی محترم جان کو بغیر حق شرعی کے قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے اور جو ایسا کریگا اسکو چار سزائیں ملینگی (۱) دوزخ کا وہ طبقہ جسکا نام اثام ہوگا۔ یا بڑی گنہگاری (۲) قیامت کے دن عذاب اسکا دوگنا ہوگا (۳) ہمیشہ عذاب میں رہیگا (۴) ذلیل رکھا جائیگا

تیسری آیت ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما ومن یفعل ذالک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا وکان ذالک علی اللہ یسیرا۔ یعنی اے ایمان والو سوائے اسی تجارت کے جو کہ آپ کی خوشنودی سے ہو کسی بُرے طریقہ سے آپس کے مال کو نہ کھاؤ اور اپنے بھائیوں کو قتل نہ کرو۔ جو کہ اپنا ہی قتل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمپر بڑا مہربان ہے۔ اور جو سرکشی اور تعدی کی بنا پر ایسا کریگا اسکو ہم عنقریب آگ میں جھونک دینگے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

چوتھی آیت میں ہے ما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاء کسی مسلمان کا بغیر خطا کے قتل کرنا روا نہیں۔

پانچویں آیت اگلی امتوں کی احوال میں ہے۔ من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا (قابیل اور ہابیل کے سبب واقعہ اور انکی سزا کے ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اسوجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے پاس احکام میں یہ لکھدیا ہے کہ جس نے کسی جان کو بغیر جان کے بدلے اور بغیر زمین شرعی فساد کرنے کے قتل کیا تو گویا اسنے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جس نے ایک جان کو بچایا تو گویا اسنے تمام آدمیوں کو زندہ کیا۔

چھٹی آیت پارہ پندرہ سورہ اسرا میں ہے ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق کسی محترم جان کو بغیر حق شرعی کے قتل نہ کرو۔

یہ چھ آیتیں مسلمان کے قتل کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں جناب رسول اللہ صلعم کے فرمانات اس بارہ میں بکثرت اور بہت سخت ہیں۔ انہیں سے جو اسوقت یاد آئے یا کتاب میں ہاتھ لگے وہ ذکر کرتا ہوں چونکہ سب کتابیں حدیث کی موجود نہیں ہیں اسلئے صرف چوبیس حدیثیں ذکر کرتا ہوں صحیح بخاری مسلم۔ ابوداود۔ نسائی۔ ابن ماجہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت محمد صلعم نے دسویں ذی الحجہ کو بقر عید کے دن وفات سے ۹۲ دن پہلے یعنی تین مہینے دو دن شنبہ کے روز سہ پہر کو بعد نماز ظہر مسجد خیف میں شہر منی میں تقریبا ایک لاکھ پچھتر ہزار کے مجمع میں امت کو رخصت کرتے ہوئے اور خود رخصت ہوتے ہوئے جو آخری نصیحتیں اور احکام فرمائیں ان میں سے یہ بھی ہے۔ الا ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شہرکم ھذا الا لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض یعنی خبردار ہو جاؤ اے مسلمانو کہ جسطرح تم اس شہر اور اس جگہ۔ اس دن کی حرمت کرتے ہو اور قتل وغارت حرام جانتے ہو۔ اسی طرح تمہارے خون مال اور تمہاری آبرو میں ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ خبردار میرے بعد کافر نہ بنجانا کہ ایکدوسرے کی گردنیں مارنے لگو دوسری حدیث جو بخاری مسلم۔ ابوداود۔ ترمذی و نسائی وغیرہ نے روایت کی ہے یہہ ہے۔

لا یحل دم امرء مسلم الا باحدی ثلاث النفس بالنفس والزانی بعد الاحصان والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ۔ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے سوائے تین صورتوں کے (۱) جان کے بدلے (قصاص) (۲) نکاح کرنے کے بعد غیر عورت سے زنا کرنے کی وجہ سے (۳) دین کو چھوڑنے اور جماعت سے جدا ہونے پر۔

تیسری حدیث جسکو بخاری مسلم۔ ترمذی ابوداؤد وغیرہ روایت کیا ہے اسمیں ہے کہ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولو لا الہ الا اللہ فاذا قالوھا عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام یعنی مجھکو اللہ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں جبتک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہدیں لیکن جس وقت انھوں نے اس کلمہ کو کہدیا پاتو انھوں نے اپنی جان اور مال کو محفوظ کرلیا۔ اب بغیر حق اسلام یعنی حکم شرعی کے ان کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا۔

چوتھی حدیث شریف میں ہے جسکو مسلم نسائی۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم۔ تمام دنیا کا نیست ونابود ہوجانا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے مقتول ہونے سے آسان ہے

(۵) سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر (بخاری مسلم۔ ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ) مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔

(۶) المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی وغیرہ) مسلمان وہ شخص ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

(۷) بخاری مسلم ابوداؤد نسائی) حضرت محمد صلعم فرماتے ہیں۔ اجتنبوا السبع الموبقات الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المومنات الغافلات۔
سات چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں ان سے بچو۔ ان میں ایک مسلمان کا قتل بھی ہے۔

(۸) حضرت محمد صلعم فرماتے ہیں۔ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته (بخاری وغیرہ) یعنی جس شخص نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ پھیرا۔ اور ہمارے ذبح کئے ہوئے حیوان کو کھایا۔ وہی مسلمان ہے جسکے لئے ذمہ داری اللہ کی اور ذمہ داری رسول صلعم کی ہے پس اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں خیانت نکرو۔ اپنے مسلمان کے خون اور مال اور آبرو میں کوئی تعرض نہ کرو۔

(۹) ترمذی بیہقی طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں۔ کہ لوان اهل السموٰت والارضین اشترکوا فی قتل رجل مسلم لاکبهم الله النار (اگر آسمان اور زمین کے رہنے والے ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو دوزخ میں دھکیل دے۔

(۱۰) من اعان فی قتل مسلم بشطر کلمة لقی الله مکتوب بین عینیه آئس من رحمة الله جس شخص نے مسلمان کے قتل میں آدھے لفظ سے بھی اعانت کی وہ اللہ کی بارگاہ میں اسطرح حاضر کیا جائیگا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ ابن ماجہ بیہقی اصبہانی۔

(۱۱) مسلم وغیرہ میں ہے۔ عن اسامة ابن زید قال بعثنا رسول الله صلعم الی اناس من جهنیه فاتت علی رجل منهم فذهبت اطعنه فقال لا اله الا الله فطعنته فقتلته فجئت الی النبی صلعم فقال اقتلته وقد شهد ان لا اله الا الله قلت یا رسول الله انما فعل ذالک تعوذا قال کیف تصنع لا اله الا الله اذا جاءت یوم القیمة قاله مرارا (اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ ہمکو رسول اللہ نے قبیلہ جہینہ کے بعض آدمیوں سے جنگ کرنے کو بھیجا میں ایک شخص کے مقابلہ کو آیا جب میں نے اسکے نیزہ مارنے کا ارادہ کیا اُسنے لا الہ الا اللہ کہا۔ مگر میں نے تیر مار کر اس کو

پھر رسول اللہ صلعم کے پاس آیا تو آپ غصہ ہوئے اور فرمایا کیا تو نے اسکو قتل کر ڈالا حالانکہ وہ گواہی دے رہا تھا توحید کی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اسنے اپنے بچاؤ کے لئے ایسا کیا تھا۔ فرمایا کہ قیامت کے دن جبکہ کلمہ توحید اسکی طرف سے جھگڑتا ہوا آئیگا تو تو کیا جواب دیگا اسکو کئی مرتبہ حضرت صلعم نے فرمایا۔

(۱۲) ترمذی طبرانی میں ہے یاتی المقتول متعلقا راسہ باحدی یدیہ تبلیا قاتلہ بالید الاخری تشخب اوداجہ دما حتی یاتی بہ العرش فیقول لرب العالمین ھذا قتلنی فیقول اللہ تعست وتذھب الی النار۔ ومقتول قیامت کے دن اپنے سر کو اپنے ایک ہاتھ میں لٹکائے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کو قید کئے ہوئے انکی اسکی رگوں سے خون کے فوارے جاری ہونگے۔ اسیطرح اسکو کھینچتا ہوا تخت خداوندی تک پہونچیگا اور پروردگار سے عرض کریگا کہ اس نے مجھکو قتل کیا تھا۔ اللہ کا فرمان قاتل کیلئے صادر ہوگا کہ ہلاک ہوگیا تو اور اسکو دوزخ میں دھکیل دیا جائے۔

نوٹ:۔ اس جگہ مجسٹریٹ نے مولانا سے کہا کہ کیا ابھی بہت زیادہ باقی ہے میں نے آپکا وعظ خوب سن لیا بس اب ختم کیجئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں نے نوٹ لکھائے ہیں اُن کے مطابق عرض کر رہا ہوں اور یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ رزولیوشن مذہبی ہے مجسٹریٹ نے کہا کہ اسکے تو یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ پورا قرآن شریف سنا دیں۔

(۱۳)۔ (ابن ماجہ بخاری) لن یزال المومنین فی فسحۃ من دینہ مالم یصیب دما حراما مسلما۔ اس کا دین جب تک آسان رہتا ہے کہ وہ حرام خون کا مرتکب نہ ہو۔

(۱۴) بخاری مسلم ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ) اول ما یحاسب بہ العبد الصلوٰۃ واول ما یقضی بین الناس الدماء۔ سب سے اول بندہ کا حساب نماز میں ہوگا اور لوگوں کے حقوق میں اول خون کے فیصلہ ہونگے۔

(۱۵) بخاری مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی وغیرہ من حمل علینا السلاح فلیس منا حلسرت وعن

ھم۔ (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۱۶) بخاری مسلم وغیرہ) رسول اللہ صلعم نے اپنے ایک کمانڈر کو جنگ کے لیے بھیجا۔ اثنائے جنگ اسنے ایک شخص پر حملہ کیا جب کوئی صورت بچاؤ کی ہاتھ نہ آئی تو اسنے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ اس کمانڈر نے اس خیال سے کہ اس نے اپنے بچاؤ کے لئے کہا ہے حقیقتاً یہ مسلمان نہیں ہے۔ اس کو قتل کر ڈالا جب لوٹ کر آئے اور قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا گیا۔ تو آپ نے بہت سرزنش فرمائی۔ انھوں نے جواب دیا کہ اسنے دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا آپ نے غصہ سے فرمایا پھر لا سفقت قلبہ کیا تم نے اسکے دل کو چیر کر دیکھ لیا تھا بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے اس قدر سرزنش فرمائی کہ انکو یہ تمنا ہوئی کہ کاشکے میں اس قصہ کے بعد مسلمان ہوا ہوتا کہ یہ گناہ مجھسے وصل جاتا یا صادر ہی نہ ہوتا۔

(۱۷) بخاری مسلم ترمذی وغیرہ) اذا التقی المسلمان بسیفھما فالقاتل والمقتول کلاھما فی النار۔ قالوا یا رسول اللہ ھذا القاتل فما بال المقتول قال انہ کان حریصا قتل صاحبہ جبکہ دو مسلمان تلواریں لیکر ایک دوسرے سے لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ڈالے جاینگے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلعم اس قاتل کی وجہ تو معلوم ہے مقتول کیوں دوزخ میں گیا۔ فرمایا کہ اسنے قصد کر رکھا تھا یعنی اپنے بھائی مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

(۱۸) (الف) قتل المومن اعظم عند اللہ من زوال الدنیا (نسائی بیہقی) مسلمان کا قتل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے نیست و نابود ہو جانے سے بڑا ہے

(ب) حضرت ابن فرماتے ہیں کہ جن مشکل امور میں سے انسان کو بچکر نکلنا مشکل ہے وہ محترم خون کو بہانا ہے۔

(۱۹) عن ابن عمر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوف بالکعبۃ ویقول ما اطیبک وما

اطیبک وریحک ما اعظمک وما اعظم حرمتک والذی نفس محمد بیدہ الحرمۃ
المؤمن عند اللہ اعظم من حرمتک مالہ ودمہ (ابن ماجہ) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کعبہ شریف کا طواف فرماتے جاتے تھے اور
فرماتے تھے کہ اے کعبہ کیا ہی اچھا ہے تو اور کیا ہی اچھی ہے تیری ہوا تو کسقدر بڑا ہے
قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں محمد صلعم کی جان ہے کہ مومن کے مال اور جان کی حرمت
اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے

(۲۰) من استطاع منکم ان یحول بینہ وبین الجنۃ بل وکفہ من دم امرء مسلم
ان یہریقہ کانما یذبح بہ دجاجۃ کلما تعرض لباب من ابواب الجنۃ حال اللہ
بینہ وبینہ فلیفعل (ابوداود ابن حبان نسائی حاکم) جس شخص سے ہوسکے کہ اسکے
اور جنت کے درمیان ایک ہتھیلی بھر بھی مسلمان کا بہایا ہوا خون مرغی کے خون کی مقدار
میں حایل ہو تو وہ ضرور اس سے بچے۔ کیونکہ ایسا کرنے والا شخص جب کسی جنت کے
دروازے کے سامنے آئیگا تو اللہ اسکے اور جنت کے درمیان حائل ہو جائیگا یعنی اگر اسکے دوسرے
اعمال جنت کا تقاضا بھی کرتے ہونگے۔ تو یہ مسلمان کا ہتھیلی بھر خون جو اسنے بہایا ہے اسکو جنت میں
داخل نہ ہونے دیگا اور خدا اسکے درمیان حایل ہوجائیگا۔ (۲۱) کل ذنب عسی اللہ ان یغفرہ الا الرجل
یموت کافرا والرجل یقتل مومنا متعمدا (ابوداود ابن حبان نسائی حاکم) ہر گناہ کی نسبت امید ہے کہ اللہ
تعالی اسکو بخشدے مگر کفر کی حالت میں مرنا اور کسی مسلمان کو ارادہ سے قتل کرنا ایسے گناہ ہیں کہ بخشے نہ جاینگے

(۲۱) من قتل مومنا فاغتبط بقتلہ لم یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا (ابوداود)
جس شخص نے بلا تمیزی اور باطل کے کسی مسلمان کو قتل کیا۔ تو اللہ تعالی نہ اسکی فرض عبادت
قبول کریگا نہ نفل۔

(۲۳) لجہنم سبعۃ ابواب باب منہا لمن سل السیف علی امتی (ترمذی)۔ دوزخ کے سات
دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ انکے لئے ہے جنہوں نے میری امت پر تلوار اٹھائی

(۲۴) نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتعاطی السیف مسلولاً (ترمذی
ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگی تلوار دینے کو منع فرمایا اس وجہ سے کہ کہیں سامنے والے
کو کوئی نقصان نہ پہونچ جائے۔

(۲۵) من اشار الی اخیہ بحدیدۃ فان الملائکۃ تلعنہ حتی وان کان اخاہ
لابیہ وامہ (بخاری مسلم وغیرہ) جس شخص نے اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کیا تو اسپر
فرشتے اسکے رکھدینے تک لعنت کرتے ہیں چاہے اسکا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

(۲۶) لا یشیر احدکم علی اخیہ بالسلاح فانہ لا یدری لعل الشیطان ینزع فی یدہ
فیقع فی حفرۃ من النار (بخاری مسلم وغیرہ) تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی
طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا شاید شیطان اسکے ہاتھ سے دوسرے
کو نقصان پہونچاوے تو یہ اشارہ کرنیوالا دوزخ کے گڑھے میں پڑ جائیگا۔

(۲۷) اذا مر احدکم فی مسجدنا او فی سوقنا ومعہ نبل فلیمسک علی نصالہا
ان یصیب احدا من المسلمین منہا بشیء (بخاری مسلم وغیرہ) تم میں سے جب کوئی تیر لیکر
ہماری مسجد یا بازار سے گذرے تو اسکی بھال کو پکڑے کہیں کسی مسلمان کو اس سے کوئی نقصان نہ
پہونچ جائے۔

(۲۸) لا یزال المؤمن معنقاً صالحاً مالم یصب دماً حراماً فاذا اصاب دماً حراماً بلح
(ابوداؤد) ہمیشہ مسلمان دینی باتوں میں تیز رفتار اور خوشحال رہتا ہے جبتک کہ حرام خون
کا مرتکب نہ ہو لیکن جبکہ حرام خون کا مرتکب ہوجاتا ہے تو نہایت ثقیل اور گراں
ہوجاتا ہے پھر دینی امور میں نہ اسکو انشراح خاطر ہوتا ہے نہ تیز رفتاری حاصل ہوتی ہے۔

(۲۹) الکبائر الاشراک وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس (بخاری
مسلم وغیرہ) کبیرہ گناہ یہ ہیں (۱) شرک (۲) والدین کی نافرمانی (۳) بغیر حق محترم جان کا قتل (۴) جھوٹی قسم

(۳۰) لا یحل لمسلم ان یروع مسلماً (ابوداؤد و طبرانی) مسلمان کو حلال نہیں کہ دوسرے

مسلمان کو ڈرائے۔

(۴۱) لا تروعوا المسلم فان روعة المسلم ظلم عظیم (بزاز طبرانی) مسلمان کو مت ڈراؤ کیونکہ مسلمان کو ڈرانا بہت ظلم ہے۔

(۴۲) من اخاف مومنا کان حقا علی اللہ ان لا یؤمنه من افزاع یوم القیمة (طبرانی) جس شخص نے مسلمان کو ڈرایا تو اسپر واجب ہوگا کہ اسکو قیامت کے دن کی گھبراہٹوں سے محفوظ نہ رکھے۔

(۴۳) من خرج علی امتی بسیفه یضرب برها وفاجرها ولا یتحاش من مومنها ولا یفی لذی عهد عهده فلیس منی ولست منه (مسلم) جو شخص میری امت پر تلوار لیکر نکلا بھلے اور برے کو مارنے لگا نہ مومنوں سے بچا اور نہ عہد والوں کے عہد کو پورا کیا یعنی وہ غیر مسلم جو مسلمانوں کے معاہد (صلح میں) ہیں اُن کو بھی قتل کردیا۔ تو وہ نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے (یعنی میں اُن سے بری ہوں اور وہ مجھ سے)

(۴۴) کل المسلم حرام دمه وعرضه وماله (مسلم) مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اسکا خون اسکی آبرو اور اسکا مال۔

میں نے مختصر کچھ آیتیں اور چوالیس حدیثیں بیان کی ہیں۔ جنسے بغیر شرعی اجازت کے مسلمان کا خون مال آبرو اور اسپر ہتھیار اٹھانا اور اس کے قتل میں شریک ہونا اُسپر ہتھیار سے اشارہ کرنا سب کچھ ہونا حرام معلوم ہوتا ہے اور جو شخص ان گناہوں کا مرتکب ہوگا اسپر خدا کا سخت غضب نازل ہوگا گورنمنٹ کی فوج اور پولیس کی نوکریاں بھی چونکہ ایسی ہی ہیں اسلئے وہ بھی حرام ہیں۔

اب میں علم کلام کا حوالہ دیتا ہوں علم کلام کی معتبر کتابوں مثل جوہرہ شرح عقاید نسفی شرح وقایہ شرح مقاصد وغیرہ میں لکھا ہے کہ کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ بغیر حق شرعی کے مسلمانوں کو قتل کرنا ہے۔ فتاوی قاضی خاں جلد ۳ صفحہ ۵ کتاب الاکراہ فصل فیما یحل للمرء ان یفعل میں لکھا ہے

کہ کوئی بادشاہ کسی مسلمان سے کہے کہ سور کھا لے۔ شراب پی لے۔ یا مردار کھا لے ورنہ
تجھکو قتل کر ڈالوں گا تو اس مسلمان کو ضروری ہے کہ ان چیزوں کو کر ڈالے اور قتل نہ ہو
اور اگر اسنے ایسا نہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو وہ گنہگار مریگا۔ دوسری صورت یہ ہے۔
کہ اگر بادشاہ کہے کہ کلمہ کفر کو کہہ ورنہ تجھکو قتل کر دونگا تو اسکو چاہئے کہ ایمان کو دل میں محفوظ
رکھکر کلمہ کفر کو کہہ دے لیکن یہ بہتر ہے کہ نہ کہے اور اگر مقتول ہوگا تو شہید ہوگا۔ ان دو صورتوں
میں بادشاہ کا حکم ماننا اور نہ ماننا دونوں جائز ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر بادشاہ ناحق کسی
مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دے یا اس کا ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالنے کا حکم دے تو اسکو
قتل ہوجانا چاہئے لیکن مسلمان پر ہتھیار نہ اٹھانا چاہئے اگر اس نے بادشاہ کا حکم
مان لیا اور مسلمان کو قتل کیا یا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے تو سخت گنہگار ہوگا۔ اسپر
فرض ہے کہ صبر کرے اور مقتول ہوجائے۔ اس صورت میں بادشاہ کا حکم ماننا جائز نہیں
ہے یہ ہی مسئلہ عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۴۴ اور ردمختار اور شامی وغیرہ کتاب الاکراہ اور کتاب
القصاص میں ذکر کیا گیا ہے۔ بزاز جلد ۶ صفحہ ۱۱۲ میں بھی یہی مذکور ہے۔ نورالانوار۔ توضیح
تلویح۔ کشف۔ بزدوی وغیرہ کے بحث عزیمت اور رخصت میں بھی یہی مذکور ہے کہ اگر کوئی
یہ کہے کہ میں تجھکو قتل کر دونگا ورنہ تو اس مسلمان کا ہاتھ کاٹ دے یا قتل کر دے
تو اس کو چاہئے کہ قتل ہوجائے لیکن مسلمان کا ہاتھ نہ کاٹے اور نہ اس کو قتل کرے۔ جن کتابوں کا
حوالہ دیا گیا ہے یہ سب مذہبی کتابیں ہیں۔ ہمارے مذہب میں سب سے اول درجہ
قرآن شریف کا ہے۔ دوسرا حدیث کا مرتبہ تیسرا علم کلام کا اور چوتھا فقہ کا اس اعتبار سے
یہ تمام حوالجات درجہ بدرجہ دئے گئے ہیں۔

ان کے علاوہ جدید کتب میں بھی یہی احکام پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ جو علمای انگریزی
زمانہ میں ہوئے ہیں ان کی سنئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی جو علمائے ہند کے استاد
اور مسلم عالم ہیں انکے فتوے جلد ثانی صفحہ ۱۱۹ اور مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتوے

جلد ۳ میں بھی صاف طور سے لکھا ہے کہ انگریزی پلٹن کی نوکری کرنا حرام ہے
اسپر مجسٹریٹ نے کہا کہ ہم فتووں سے بحث نہیں کرتے۔ مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا
(حسین احمد نے کہا) کہ جس طرح کچہریوں میں پرانے اور ذی اقتدار و صاحب معرفت
ججوں کے فیصلے قابل استدلال سمجھے جاتے ہیں اور انکی نظیر پر عمل کرنا ضروری سمجھا جاتا
ہے۔ اسیطرح مبصر اور مستند علمار اسلام کے فتوے ہمیشہ مذہب اسلام میں قابل اعتبار و
لایق استدلال و عمل سمجھے جاتے ہیں۔
اس زمانہ کے علمار میں مولانا اشرف علی صاحب فتوی بھی انکی کتاب فتادی جلد سوم
صفحہ ۲۵ میں بھی ہے کہ انگریزی فوج کی نوکری حرام ہے اس سے یہہ بات معلوم ہو گئی
ہوگی کہ جمعیتہ علمائے ہند کا فیصلہ اور یہ رزولیوشن کوئی نئی بات نہیں ہے ہمیشہ سے مذہب
اسلام کا یہی فیصلہ چلا آتا ہے اسلئے اسوقت اسکی اشاعت کو روکنا مذہب میں مداخلت
کرنا ہے۔ اسکی اشاعت کی ضرورت اسوجہ سے زیادہ ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت
کو دیکھکر پرہیز اور دوا تجویز کرنے میں زیادہ سختی اور اہتمام کا ل کرتا ہے۔ اسیطرح علمار کا بھی
فرض ہے کہ مسلمانوں کو انکی مذہبی حالت زیادہ کرتے ہوے دیکھکر جملہ اسباب زوال کے
ازالہ کی بہت زیادہ فکر کریں۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ فتح بیت المقدس کے وقت مسٹر لائیڈ جارج وزیر اعظم انگلستان
نے اس جنگ کو صلیبی جنگ کے نام سے موسوم کیا اور مسٹر چرچل نے بھی گیلی پولی کے جنگ کے
زمانہ میں اسکو صلیبی جنگ کہا ایسی حالت میں جو مسلمان عیسائیت کا ساتھ دیگا
وہ صرف گنہگار نہ ہوگا بلکہ کافر ہو جائیگا۔
خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ میں نے اپنی تقریر میں کہا یہ محض اسلامی احکام قرآن حدیث علم کلام
علم فقہ علمار کی فتادی سے ماخوذ ہیں۔ ہر مسلمان کسی بادشاہ کی اطاعت خواہ وہ بادشاہ
مسلمان ہو یا غیر مسلم فقط اسلامی احکام کے احاطہ کے اندر رہکر کرسکتا ہے۔ مگر اگر اسکو

خلاف حکم خدا اور خلاف ارشاد پیغمبر کوئی حکم دیا جائیگا تو وہ اسکو کبھی مان نہیں سکتا ہیں
اپنی تقریر اور تحریک میں جس طرح اپنے آپ کو اپنے خدا اور رسول کو احکام کا تابعدار پاتا ہوا
انکے فرض کئے ہوئے ارشاد کا اپنے آپ کو متبع دیکھ رہا ہوں۔ اسیطرح میں گورنمنٹ کے
مسلمہ اعلان اور مضبوط معاہدہ کا بھی اپنے آپکو متبع پا رہا ہوں۔ اور جس طرح میری تحریک
دائرہ اسلام کے اندر واقع ہوئی ہے اسیطرح کوئین وکٹوریہ کے اعلان کے حد میں بھی
واقع ہے۔ ہم کو جو کچھ ایذائیں خالص اسلامی احکام کے پہونچانے اور محمدی فریضہ کے
ادا کرنے کی وجہ سے دی گئی ہیں انکی ذمہ دار حسب اعلان کوئین وکٹوریہ حکومت ہے
ہمپر اس کام کی وجہ سے کوئی ذمہ داری عاید نہیں ہو سکتی۔ اور اگر گورنمنٹ کا یہ منشاء
ہے کہ کوئین وکٹوریہ کا اعلان منسوخ کیا جائے اور مذہبی آزادی ہندوستان
سے سلب کر لی جائے تو صاف طور سے اعلان کر دے تاکہ سات کروڑ ہندوستانی
مسلمان غور کر لیں کہ آیا ان کو گورنمنٹ کی رعایا ہونا منظور ہے یا مسلمان۔ تو اسیطرح
۲۲ کروڑ ہندو غور کر لیں کہ آیا اون کو ہندو دہرم پر رہنا ہے یا گورنمنٹ کی رعایا رہنا۔ کیونکہ
جب مذہبی آزادی چھینی گئی تو سب برابر ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر لارڈ ریڈنگ ہندوستان
میں اس واسطے آئے کہ قرآن کو جلا دیں حدیث کو مٹا دیں۔ فقہ اور احکام اسلامیہ کو
برباد کر دیں تو سب سے پہلا اسلام اور قرآن پر جان نثار کرنے والا میں ہوں۔

سٹی مجسٹریٹ کراچی کا آخری منظر

ناظرین آپ نے مولانا ممدوح کی اوس تقریر کو جو کراچی میں اور نیز اوس بیان کو
جو صاحب مجسٹریٹ کراچی کے روبرو۔ ایسا مدلل اور شرح تردید استغاثہ کے
ضمن میں دیا بغور پڑھا۔ اس سے یہ امر آپکو ذہن نشین ہو گیا ہوگا کہ مولانا نے
جو کچھ فرمایا۔ وہ من گھڑت نہ تھا بلکہ خدا اور رسول کے ارشاد کے موافق تھا

نہ اوسمیں قتل و غارت کی تعلیم تھی نہ کوئی ویسا نہ خیالات تھے یہ احکام الٰہی اور قانون ربانی کی تبلیغ و اشاعت تھی۔ نیک کاموں کی ہدایت اور برے کاموں سے بچنے کی نصیحت دین سے محبت اور بددینی سے نفرت کرنے کا وعظ تھا۔ یعنی فرض منصبی کو جو بحیثیت پیشوائے دین کے حاصل تھا بے کم و کاست بلا کسی تضنع و ہراس و د باعث کے عوام کے سامنے پیش کر دیا تھا۔ تاکہ جو لوگ ان احکامات الٰہی سے ناواقف اور بے خبر ہوں۔ وہ خبر دار اور واقف ہو کر دین کے سیدھی راستہ کی ہدایت پا ایں۔ اور گناہ اور معصیت سے بچیں اور یہی علما کا فرض ہے کہ شریعت مطہرہ کے تمام احکام مسلمانوں کے کانوں تک پہنچائیں۔ ورنہ اونکے واسطے بھی عذاب الٰہی موجود ہے۔ جسکو مولانا نے اپنے بیان میں بہ تفصیل بیان کیا۔ مگر افسوس ہے کہ صاحب سٹی مجسٹریٹ کراچی نے۔ اوس بیان کو اوس شہادت کو وزن کرنے میں ذرا بھی توجہ نفرمائی اور ایسے گواہان کے شہادت کو جو محض ملازمان پولیس یعنی سی۔ آئی ڈی افسران یعنی انسپکٹران و سب انسپکٹران وغیرہ و فوج کے چند صوبہ داران۔ جسمیں زیادہ تر مسلمان ہی تھے۔ ترجیح دیکر۔ اور وکیل سرکار کے بحث سماعت کرنے کے بعد حسب منشا متفقہ فتویٰ جمیعت علماء ہند مہر دستخط ثبت کرنے اور فوجی ملازمان کے نام فتویٰ کی نقول ارسال کرنے کی سازش کا مجرم قرار دیکر زیر دفعہ ۱۲۰ ب اور ۱۳۱ و ۵۰۵ و ۱۰۹ تعزیرات ہند کے ماتحت فرد جرم۔ مرتب کر کے برائے تجویز سشن۔ سپرد سشن کر دیا۔

سشن کورٹ کا نظارہ

۲۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو یہہ مقدمہ مسٹر کنیڈی صاحب - اے - سی - ایس
جوڈیشل کمشنر سندہ و سشن جج بشمولیت پانچ اسیران جسمیں تین ہندو اور
دو عیسائی ہے جو رائلی برادر کمپنی - و لبی کمپنی اور ایک دفتر چینگے کے کلرک
تھے - اسمیں نہ قانون داں بیرسٹر نہ کوئی دینیات کا فاضل بلکہ معمولی
تنخواہ دار ملازم ہیں - اور گورنمنٹ کے طرفسے مسٹر انغس وکیل استغاثہ اور دو
اونکے اسسٹنٹ جنہوں نے عدالت ماتحت میں بھی اس مقدمہ کی پیروی
جان توڑ کے کی تھی اور نیز مسٹر راس ایلیسن مشہور بیرسٹر اف الہ آباد و اسطے مقدمہ
کی پیروی کی نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور اسیطرح دیگر پیروکاران نے
اپنی مقررہ تنخواہ سے زائد مختانہ وصول کیا - جسکے لئے انہیں زیادہ سے زیادہ دو
ہفتے تک کراچی میں قیام کرنا پڑا اور گورنمنٹ کے خزانے سے اونہوں نے اپنے اس معمولی
سے خدمتکے معاوضہ میں ۱۶ ہزار روپیہ وصول کیا اور اسیطرح دیگر پیروکاران نے اپنی جس کا سر ولیم
وِنسنٹ نے بجلسہ اسمبلی کے اجلاس رواں میں اقرار کیا - اور ملازم اصالتاً نہ کوئی
یار نہ مددگار - سوائے دیگر لیڈران جو مثل اونکے گناہ گار تھے پیش ہوا -
البتہ تماشائیوں کا ہجوم تھا اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ - جیسا کہ عام تماشہ گاہ ہوتا ہے
ہوتا ہے - ۶ یوم تک متواتر روزانہ یہہ مقدمہ پیش ہوتا رہا - عدالت ماتحت کے
جملہ مشمولہ کاغذات و بیانات وغیرہ سننے کے بعد مسٹر راس ایلیس صاحب نے
صرف جرم میں اضافہ کرنے کے بارے میں مشورہ دیا اور اونکی تجویز سے فرد جرم میں
مزید ترمیم کرکے اور زیادہ وسعت دی گئی -

فرد جرم حسب ذیل ہے

(۱) ۔ تم ساتوں ملزمان نے فروری ۲۱ء تا دسمبر ۲۱ء کے درمیان کراچی اور برٹش ہند کی دیگر مقامات میں دیگر اشخاص کے ساتھ ایسا امر کے ایک مجرمانہ سازش کی کہ ملک معظم کی سپاہ کے مسلمان افسران اور سپاہیوں کو وہ علاقہ کے فرائض انجام دینے سے روکیں اور اسطرح تم ایسے جرم کے مرتکب ہوئے جو دفعات ۱۲۰ ب ۱۱۵ معہ دفعہ ۱۲۱ تعزیرات ہند کی عدالت سشن میں قابل سزا یابی تھے ۔ مزید براں تم نے ۹ جولائی ۲۱ء کو یہ بھی کہا کہ مذہباً مسلمانوں کے لئے اسوقت انگریزی فوج میں داخل ہونا اور دوسروں کو داخل ہونے کی ترغیب دینا گناہ ہے جس سے تمہارا مطلب یہ تھا کہ ملک معظم کی سپاہ کے مسلمان افسران اور سپاہی اپنے فرائض منصبی کے انجام دینے سے باز رہیں اسطرح تم ایسے جرم کے مرتکب ہوئے جو دفعہ ۵۰۵ کے ماتحت قابل سزا ہے اور اس عدالت سشن کو سزا دینے کا اختیار ہے اور تم ساتوں آدمیوں نے اس سازش کے مطابق تمہاری جماعت کے چند اراکین نے اس بات کی جولائی اگست ۲۱ء کے درمیان کوشش کی وہ اسطرح کہ تم نے رسالہ افسران فوج کے پاس بھی جو مثل نمبر ۳۴ میں شامل ہیں اور اسطرح تم دفعہ ۱۲۰ ا ۔ اور دفعہ ۱۰۹ معہ ۱۲۱ ۔ تعزیرات ہند اس عدالت سشن کے سامنے قابل سزا یابی ہو۔

مزید براں تم ملزم نمبر ۲ سے نمبر ۷ تک نے ۔ ملزم محمد علی کے ساتھ ملکر دفعہ ۵۰۵ کے ماتحت ارتکاب جرم کی کوشش کی اور اسطرح تم دفعہ ۱۰۹ اکی ماتحت اس عدالت سشن کی سامنے قابل سزا ہو۔

اور یہ کہ تم محمد علی نے ۹ جولائی ۲۱ء کو کراچی میں اس جرم کے کرنے میں مدد کی

۱۲۰ب دفعہ ۵۰۵ کے ماتحت قابل سزایابی ہے اور اس میں دوسرے آدمیوں
کو شریک کیا کیونکہ تم نے آل انڈیا خلافت کانفرنس کے جلسہ میں کہ تمام مسلمانان
کا فرض ہے اور خصوصاً علما کا کہ وہ اس مذہبی احکام کی پابندی کی نگرانی کریں
اور ان سے فوج میں ہر مسلمان کو آگاہ کر دیں اسطرح تم تعزیرات ہند کی
دفعہ ۱۱۷ کے ماتحت اس عدالت سشن کے سامنے قابل سزایابی ہو۔

اور پھر یہ کہ تم ملزمین نمبر ۲ سے نمبر ۷ تک ملزم محمد علی سے سازش کر کے دفعہ
۱۱۷ کی جرم کے مرتکب ہونے کی کوشش کی جو انہوں نے (محمد علی) اس سازش
کے مطابق کیا اور اسطرح دفعہ ۱۲۰ معہ دفعہ ۱۱۷ کے اس عدالت سشن کے
سامنے قابل سزایابی ہو۔

اس فرد جرم سننے کے بعد مولانا کے عدالت سشن وجیوری کو مخاطب کر کے
حسب ذیل بیان کرنا شروع کیا۔

بیان روبرو صاحب سشن جج وجیوری

مولانا نے ایک بجکر ۲۵ منٹ پر اپنا بیان شروع کیا اور ۴ بجے سہ پہر تک
اسکا سلسلہ قائم رکھا اور اس دوران میں قرآن پاک کی پندرہ آیات کا حوالہ
اور احادیث اور افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا اور اپنی پوزیشن
کی تائید میں مذہب اسلام کے چند علما کے اقوال پیش کئے اوہنوں نے ملکہ وکٹوریہ
کے اعلان کا حوالہ دیا اور کہا۔ ۱۸۵۷ء کے زمانہ غدر میں حکومت برطانیہ نے
ہندوستانیوں کا جوش ٹھنڈا کرنے کے لئے شاہی اعلان جاری کیا جو تمام اطمینان
بخش امیدوں پر مشتمل تھا یہ اعلان ہندوستان میں برطانی حکومت کا سنگ بنیاد تھا

اس کے آخر میں لکھا ہے۔ کہ حکومت ہندوستانیوں کی فلاح و بہبود کے لئے مصروف عمل ہوگی۔ اپنے مقبوضات کو وسعت نہیں دیگی۔ اور راجاؤں۔ نوابوں اور عامۃ الناس کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے اپنے وعدے پورے کریگی۔

ہندوستانیوں کے ساتھ باشندگان نوآبادیات ایسا سلوک روا رکھا جائیگا۔ باغیوں کو معافی دے دی گئی تھی۔ یہہ بھی تسلیم کیا گیا تھا۔ کہ ہندوستانیوں کو مذہبی آزادی دیدی گئی ہے۔ تاریخ اس امر کی مظہر ہے۔ کہ ۱۸۵۷ء میں ان مذہبی جذبات کے باعث بغاوت رونما ہوئی جو دنیا کے دیگر ممالک میں کالعدم ہیں۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ ہندوستانی مذہب کی خاطر سب کچھ قربان کردیتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ خدا کا یہی ارشاد ہے روحانی مسرت کے سامنے دنیاوی فائدہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

مذہب بادشاہ کا قانون ہے۔ کیونکہ اس برطانی مدبر نے ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے اعلان جاری کیا۔ یہ صرف ملکہ ہی کی طرف سے نہیں۔ بلکہ دیوان عام و دیوان خاص کی طرف سے بھی تھا۔ ایڈورڈ ہفتم اور بادشاہ جارج نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔

اس کا وہ حصہ جسمیں مذہبی آزادی کا ذکر ہے۔ مظہر ہے۔ کہ ہماری یہ خواہش نہیں۔ کہ ہم اپنی رعایا کو اس بات پر مجبور کریں۔ کہ وہ ہمارے مذہبی احکام کی پیروی کرے۔ کسی شخص کو اس کے مذہبی فرائض کی انجام دہی سے باز نہیں رکھا جائیگا قانون کی رو سے سب مساوی درجہ دیا جائیگا۔ ہم اپنے افسروں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ عوام کی مذہبی آزادی میں مزاحم نہ ہوں۔ ورنہ وہ ہماری ناراضی کا موجب ہوں گے اسکے بعد ہندوستانیوں کو سکون و اطمینان حاصل ہوگیا کیونکہ انہیں یقین تھا۔ کہ یہ شاہی اعلان ہے۔ اور اس پر عمل کیا جائیگا۔

جو قرارداد میں نے پیش کی۔ وہ قرارداد نہیں۔ بلکہ سب کا مذہبی فرض ہے یہہ تیرہ سو سال کا معاملہ ہے۔ کوئی نئی بات نہیں۔ اسے اصطلاحاً قرارداد کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اور فقرے بھی اس کے ساتھ شامل ہیں۔ میں اپنے مذہب اور ہندو اپنے دہرم کو جانتے ہیں یہ مذہبی معاملہ ہے۔ اسکا فیصلہ کرنا لارڈ ریڈنگ کا نہیں۔ بلکہ علما کا کام ہے۔

دو جزو ہیں۔ جو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ مذہبی اصول ہے (۱) قرارداد کے الفاظ اور (۲) نفس مضمون۔ کہا گیا ہے۔ کہ پولیس کی ملازمت کرنا حرام ہے۔ حرام ایک مذہبی لفظ ہے۔ ایسے سات الفاظ ہیں۔ حرام اسے کہتے ہیں۔ جس سے شریعت صاف طور پر منع کرے۔ حرام وہ فعل ہے۔ جس کے ارتکاب پر قہر الٰہی نازل ہوتا ہے۔ زنا بالجبر مذہب کے رو سے حرام ہے جو شخص اس کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ جو شخص اس سے احتراز کرے۔ وہ نیک کام کرتا ہے۔

(مولانا محمد علی نے حرام کے متعلق مذکورہ سات الفاظ قلمبند کر کے جج کو دئیے کیونکہ اس نے طلب کئے تھے) کسی شخص کو اس وقت تک مسلمان نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ وہ قرآن کریم کے ہر لفظ کی صداقت پر ایمان نہ لائے۔ اغراض دنیوی کے لئے قرآن شریف کی آیات کو صحیح نہ سمجھنا حرام۔ حکومت نے اپنی سیاسی اغراض کے لئے محکمہ پولیس قائم کیا ہے۔ ایک سپاہی کا فرض ہے کہ وہ مسلمان ہندو غرض ہر شخص پر خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اپنی تلوار کھینچ لے۔ اور مکانوں کو مسمار اور ملک کو تباہ کرے۔ مسلمانوں کو قتل کرنا حرام ہے۔ اس لئے یہ ملازمت حرام ہے۔ میں اجمالاً بیان کرتا ہوں۔ خدا نے قرآن کریم میں سات جگہ مسلمان کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور جگہ

اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والے کے لئے سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے (مولانا نے آیات پڑھ کر ان کی تفسیر کی)

ایسا ہی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معتبر ومصدقہ احادیث بیان کرتا ہوں۔ جہاں حضور نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کرکے کافر نہ بنیں۔

ہماری کتب مذہبی میں لکھا ہے کہ مسلمان کو کسی جائز سبب کے بغیر قتل کرنا کفر سے دوسری وجہ پر ہے۔ بعض ایسے افعال ہیں مثلاً شراب پینا اور سور کا گوشت کھانا جو اگرچہ مذہباً حرام ہیں۔ مگر ایک مسلمان کو ان کا مرتکب ہونا پڑتا ہے اگر بادشاہ اسے قتل کی دھمکی دیکر ایسا کرنے پر مجبور کرے۔ اگر وہ بادشاہ کا حکم ماننے سے انکار کرے اور بادشاہ اسے اس جرم میں قتل کردے۔ تو وہ مجرم ٹھیرایا جاتا ہے۔ دوسرے ایسے افعال بھی ہیں۔ مثلاً روزہ افطار کرنا وغیرہ۔ جن میں ایک مسلمان کو سزائے موت کے تحت بھی بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے۔ لیکن اگر ایک بادشاہ ایک مسلمان سے یہ کہے۔ کہ تم فلاں مسلمان کو قتل کرو ورنہ تمھیں گولی سے اڑا دیا جائے گا تو اسلام میں اس مسلمان کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنی جان قربان کردو مگر اپنے مسلمان بھائی کو قتل نہ کرو۔

مولانا نے ایک کتاب پڑھی جسمیں یہ سوال درج تھا۔ کہ آیا انگریزوں کی ملازمت جائز ہے؟ جواب یہ دیا گیا تھا کہ اگر ایک مسلمان سے کہا جائے۔ کہ تم دوسرے مسلمان کو قتل کرو۔ یا لحم الخنزیر کھاؤ۔ تو ایسی ملازمت حرام ہے۔ مولانا نے کہا۔ کہ یہ ۱۰۰ سال سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس حکم کے ثبوت میں ایک سو ۵۰ سالہ کتاب کا حوالہ دیا۔ احکام قرآنی کو دوسرے شخصوں تک پہنچانا بھی مذہبی فرض ہے۔ قرآن کریم ہمیں یہ بھی بتا دیتا ہے۔ کہ خود فوج میں جا کر سپاہیوں

ہے کہیں کہ مسلمانوں کے لئے ایسی ملازمت کرنا حرام ہے۔ لیکن ہم وہاں
نہیں گئے۔ اور یہ ہماری کمزوری ہے۔ ایک عالم دین ہونے کی حیثیت سے
مسلمان سپاہیوں تک یہ پیغام پہنچانا میرا فرض ہے۔ کیونکہ ملکہ وکٹوریہ نے
اعلان کیا تھا۔ کہ کسی شخص کے مذہبی امور میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ برطانیہ
نے بیجا مداخلت کر کے ہمیں تنگ کیا ہے۔ وہ فی الحقیقت سلطنت شاہی کی خلاف
ورزی کے ذمہ دار ہیں اگر کوئی مسلمان عالم دین ہمیں احکام قرآنی کے عدم تعمیل
کے لئے کہے۔ تو ہم اسکی بات نہیں مانیں گے۔ مولانا نے اپنی مخالفت کی تائید
میں ایک حدیث کا حوالہ دیا۔

کسی نے یہ بیان نہیں کیا۔ کہ میں ماتحت کمیٹی میں موجود تھا۔ یہ ظاہر کیا گیا
ہے۔ کہ میں نے اس فتوے پر دستخط کئے ہیں۔ جس پر [illegible] علماء کے دستخط
ہیں۔ ایک عالم دین ہونے کی حیثیت سے ایسا کرنا میرا فرض تھا کسی مسلمان کو
احکام قرآنی کے خلاف ورزی نہیں کرنا چاہئے۔ اس دستاویز کے متعلق
لارڈ ریڈنگ نے کہا ہے۔ کہ مسلمانوں کے مذہب میں مداخلت نہیں کی گئی
میں یہ معلوم کر کے خوش ہوں۔ کہ سرکار [illegible] اور [illegible] کہا ہے کہ احکام
قرآنی کو پیش نظر نہیں رکھا جائیگا۔ اور اس سے بھی زیادہ خوش ہونگا۔
اگر لارڈ ریڈنگ۔ مسٹر مانٹیگو اور لائڈ جارج اس بات کا اعلان کر دیں۔ کہ
مسلمانوں کو تمام احکام قرآنی پر عمل پیرا ہونے کی اجازت نہیں دی جائیگی
یہ ہمارے لئے بہتر ہوگا۔ اور سوراجیہ [illegible] کے بجائے [illegible] میں حاصل
ہو جائے گا۔ میں ڈنکے کی چوٹ اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ مسلمانوں
کے لئے برطانی فوج میں ملازمت کرنا حرام ہے۔

سشن جج کے فیصلہ کن خیالات

مولانا حسین لیڈر ... و دیگر لیڈران کے مقدمہ میں جوری کو ایڈریس کرتے ہوئے مسٹر
بی۔ سی۔ کینیڈی۔ آئی۔ سی۔ ایس جوڈیشل کمشنر سندھ نے مقدمہ کا ایک طویل
خلاصہ پیش کیا جسے عدالت کے سرشتہ دار نے بہت بلند آواز سے پڑھا اور وہ یہ ہے کہ
قبل اسکے میں بیان کروں میں عدالت ماتحت اور اس عدالت کی کارروائی کے
متعلق ایک بات کہدینا چاہتا ہوں اس لیئے کہ دو ملزمین نے ان کارروائیوں
کے متعلق کچھ ریمارک کیئے ہیں سشن سپرد کرنیوالے مجسٹریٹ کی عدالت میں کوئی
بے ضابطگی نہیں ہوئی اور اگر مجسٹریٹ نے ایک ایسے مقدمہ میں جسکا فیصلہ محض عدالت
سشن میں ہو سکتا ہے اور جہاں شہادت کی نوعیت ہوتی ہے جو یہاں ہے
اور جہاں ملزم اپنی جوابدہی کو محفوظ رکھتے ہیں) قبل از قبل اس بات کو اغلب سمجھا
کہ مقدمہ سشن سپرد ہوگا اس نے اسی طرح کام کیا جس طرح ایک احتیاط ایک احتیاط
پسند مجسٹریٹ کو کرنا چاہیئے تھا اس عدالت میں ملزمین نے الزامات کے تغیرات پر
کچھ اعتراضات کیئے ہیں لیکن وہ تغیرات بالکل غیر مادی ہیں اور میں تغیر کرنے کی
محض غایت یہ تھی کہ ملزمین کو ان الزامات سے جو ان پر عائد ہیں پوری صحت
کے ساتھ آگاہ کیا جائے۔ اگر ملزمین نے یہ اعتراضات وقت پر اٹھایا ہوتا اور
کیا ہوتا کہ یہ تغیرات جواب دہی کے وقت ان کے مقدمہ کو خراب کرنے والے ہیں
تو عدالت اسپر غور کرتی کہ آیا اس کے التوا کی منظوری دینا ضروری ہے یا نہیں
لیکن اس قسم کا کوئی اعتراض نہیں اٹھایا گیا۔

اسی طرح اس عدالت نے اس کا خصوصیت کے ساتھ لحاظ رکھا ہے کہ ملزمین
کے اعتراف تشدد پر ان کے خلاف کوئی تعصب نہ پیدا ہونے پائے حالانکہ عدالت

نت کی کارروائی میں سشن سپرد کرنے والے مجسٹریٹ کے سامنے ایسا نہ تھا۔
اس عدالت میں مقدمہ کی جو کارروائی ہے اسکے متعلق میں خیال کرتا ہوں کہ
ملزمین اسکا اعتراف کرینگے کہ انہیں اپنی اپنی جواب دہی کی کافی آزادی دی گئی ہے
اور اگر کوئی پیشہ ور وکیل مقدمہ کی پیروی کرتا ہو تو کسی طور سے اتنی آزادی نہیں
دی جا سکتی تھی عدالت بعض بعض موقعوں پر آپ کی یا میری ذاتی وجاہت کو نہیں بلکہ
انصاف کی ذاتی وجاہت کو ظاہر کرنا پڑا ہے۔ لیکن پھر بھی میں خیال کرتا ہوں کہ ہم
نے سختی کے مقابلہ میں نیکی برتنے میں کسی قدر غلطی کی ہے۔

قبل اس کے کہ ہم مقدمہ سے بحث کریں میں آپ سے یہہ خواہش کرونگا کہ نہایت
پیچیدہ معاملات کو اپنے دماغ سے دور کردیں ملزمین کے خلاف اصل الزام سازش
کا ہے۔ سازش کا یہی اصل مسئلہ ہے جس کے متعلق آپ کا فیصلہ طلب کیا
گیا ہے۔ سازش کا چھوٹا الزام بغاوت کے جرم کو نکال کر ہے وہ ایک جج کی
حیثیت سے مجھ سے متعلق ہے جس کا تصفیہ نہایت [illegible] سکے آپ کی امداد
و رہنمائی سے میں کرونگا لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ میں اس تصفیہ کا پابند بھی
بنوں لیکن میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اس الزام کا تصفیہ بھی آپ ہی کے ماتحت
بحیثیت جوری کے دیدوں میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ایسے دو الزامات میں جو
ایک دوسرے سے اسقدر وابستہ ہیں۔ اگر آپ کی رائے کو جہاں تک اس عدالت
کا تعلق ہے فیصلہ کن نہ مانا جائے تو کچھ زیادہ مناسب اور آپ کے آداب کے مطابق نہوگا
دوسرے الزامات کے متعلق جن میں ایک مشترکہ لیکن مختلف سازش کا الزام لگایا
گیا ہے مجھے آپ کی رہنمائی اور آپ کی رائے کی مدد سے خود ہی نتیجہ مرتب کرنا چاہئے
اسلئے سازش کے متعلق آپ کو اپنی رائے قائم کرنی چاہئے اور ملزمین اور گورنمنٹ
کے مابین جس چیز کا آپ کو تصفیہ کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا ملزم اس سازش کے مجرم

تھے جس کا اول الذکر ہردو الزامات میں حوالہ دیا گیا ہے۔

الزام پر غور ملزمین پر سیڈیشن یا غداری کا مقدمہ نہیں چلایا جارہا ہے اور آپ
پہ معلوم کیا ہے کہ وہ سازش کے مجرم نہیں ہیں بلکہ وہ رہائی کے مستحق ہیں خواہ آپ انکے
رویہ کو کیسا ہی سڈیشن و غداری سے بھرا ہوا کیوں نہ سمجھیں میں آپ سے درخواست
کرتا ہوں کہ آپ اپنے دماغ سے وہ تمام باتیں نکال دیں جو ملزمین نے گاندھی کی گفت
وشنید کے متعلق کہی ہوں۔ ملزمین پر تشریح واضح الزامات کے ماتحت مقدمہ
چلایا جارہا ہے اور ان کے کسی ایسے فعل پر مقدمہ نہیں چلایا جارہا ہے جو موجودہ
اخراجات کے تحت میں نہیں آتے ہیں۔ میرا ارادہ اس مسئلہ کے متعلق پر بحث
کرنا نہیں آپ کو اپنے دماغ سے وہ تمام باتیں بھی نکالدینی چاہئیں جو آپنے اخبارات
میں خلافت ایجی ٹیشن کے اثرات کے متعلق دیکھی ہیں ملزمین پر اس لئے مقدمہ
نہیں چلایا جارہا ہے کہ وہ خلافت ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں اور مالابار کے افسوسناک
واقعات کی ذمہ داری ان پر کس حد تک عائد ہوتی ہے اسکے متعلق بھی ہمارے
پاس ذرہ برابر شہادت موجود نہیں ہے ان پر آپکے سامنے ان تشریح شدہ ان
کے ماتحت الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے سپاہیوں کو ان کی وفاداری سے
ورغلانے کی کوشش کی صرف یہ الزام ہے اور اسکے سوا کچھ نہیں۔

پھر ہمیں بھی اسکی احتیاط رکھنی چاہیئے کہ ہم اندرونی ذاتی خیالات یا ہر دو بول
کے پھیر میں نہ آجائیں۔ شوکت علی نے شائد یہ کہا ہے کہ اسکی دھمکی دی کہ
گورنمنٹ نے ان کے بعض مخصوص مطالبات منظور نہ کئے تو ۳۱ دسمبر کے فوراً
ہم قتل کر دئیے جائیں گے ہمیں غرض کی وجہ سے انہیں یا دیگر ملزمین کو اگر وہ
مجرم ہوں تو چھوڑنا نہ چاہئے اس لئے کہ ہمیں ان سے ڈر نہیں ہے کیونکہ ہم جانتے
ہیں کہ نہ تو شوکت علی اور نہ اونکے کوئی خدائی کوئی بھی معینہ وقت سے ایک لمحہ

لیے ہماری زندگی کا خاتمہ نہیں کر سکتے ہیں نہ دوسری طرف ہمیں بدی کرنا چاہیے
اور اگر وہ بیگناہ ہیں تو محض یہہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ہمیں انکی دہمکیوں کی پرواہ
نہیں ہے۔ انہیں سزا دے دیں۔

ملزمین کی طرح طرفداری دوسری طرف یہ ممکن ہے کہ بعض ملزمین کی طرف سے
کسی شخص کے دلمیں ناجائز طور پر ہمدردی و ادب کا جذبہ پایا جائے بعض ملزم تعلیم یافتہ
اور متقی معلوم ہوتے ہیں اور بعض کے متعلق یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر وہ صحیح راستہ
پر چلے ہوتے تو قوانین ان سے زیادہ کسیکے رہین منت نہوتے ہیں عدالہ کا باقی ماندہ حصہ
نہیں پڑہتا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کچھ ٹھیک نہیں ہی ہیں خیال کرتا ہوں
کہ اسلام اور یہہ سلطنت اور یہہ ملک ان سے بہت زیادہ مستفید ہوتا اگر انہوں
نے یہہ راستہ نہ اختیار کیا ہوتا تو خواہ مجرمانہ ہو یا نہ ہو لیکن علیحدگی اور مختلف
پارٹیاں پیدا کرنے کا یہہ مضر راستہ ہے اور تباہی و بربادی کی طرف رہنمائی
کر سکتا ہے البتہ اتحاد موالات کا راستہ ایسا ہے جو امن و امان و فارغ البالی
پیدا کر سکتا ہے۔ گو ہم دلی طور پر اس کے متعلق اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ
سکتے کہ بعض ملزم یہاں آج اپنے بادشاہ کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے
ہوئے ہیں بجائے اسکے کہ وہ ہز مجسٹی کے مشیر کی اعلیٰ خدمت پر مامور ہوتے لیکن
پھر بھی ہمارا یہہ رنج ہمیں فرض کے راستہ سے ہٹانیوالا نہونا چاہئیے اس لئے کہ
اسکا تقاضا یہہ ہے کہ کٹہرے کے قیدیوں کے ساتھ ملک کے مروجہ قانون اور
عدالت کے روبرو پیش شہادت کے بموجب انصاف کیا جائے۔

مسلہ ٹرکی کے متعلق سشن جج کا خیال مسلہ ٹرکی کے متعلق جو
ہمارے خیالات ہیں انہیں بھی کسی طور پر اپنے اوپر غالب نہونے دینا چاہئیے۔
ممکن ہے کہ ہم میں سے بعض کا یہ خیال ہو کہ ٹرکی کے ساتھ بہت سخت برتاؤ کیا گیا

اور آلِ عثمان کے متعلق ہم یہہ خیال کرسکتے ہیں کہ خواہ خلافت
کوئی حق ہو یا نہو لیکن صدیوں سے یہہ خلافت کا (حمایتی)
وارث ہے اسلام کے سرحدی قلعوں کا محافظ اور اماکن مقدسہ اور اس عظیم الشان
مذہب اور ارفیع الشان تہذیب کی تلوار و بیکوس کا پاسبان و محافظ ضرور رہا ہے اور
اسمیں ان لوگوں کے ساتھ جو اس وقت اسوجہہ سے مغموم و متاسف ہو رہے ہیں
ہمدردی ہوسکتی ہے کہ اس زمانہ میں جب ہر چھوٹی قوم آزادی کا مطالبہ کررہی ہے
تو اسلام کی ایک مختص و نامزد شدہ سلطنت کو دے سکنے قدیم دارالسلطنت میں
دھمکی دی جارہی ہے۔ دوسری طرف دوسرے لوگ یہ خیال کرسکتے ہیں کہ اسمیں کوئی
حیرت و تعجب کی بات نہیں ہے اگر وہ چیز جو تلوار کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہے تلوار
ہی کے ذریعہ سے لی جارہی ہے اور اگر خداوند دو المنن نے ۔۔۔ سے لیکر اور قسطنطین
کو کوئی چیز دیدی ہے تو اسمیں ۔۔۔ رنج و افسوس کی کوئی وجہہ نہیں ہے لیکن کٹہرے کے
ملزمین کے ساتھ انصاف ملک کے مروجہ قانون اور قانون اور شہادت کے بموجب
ہوگا اور ہمارے ان جذبات کے مطابق نہوگا جو خواہ موافق ہوں یا مخالف لیکن جو
ملزمین نے اس معاملہ کے مختلف پہلوؤں کے متعلق لئے ہیں۔

اختلاف مذہب اور قانون ابتک ذاتی معاملات یا غلطیوں کا تعلق تھا
اب چونکہ ہم نے اپنے دماغوں کو ان خیالات سے پاک کردیا ہے جو اسطرح کے رنگ
سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے ہمیں اپنے دماغ سے وہ غلطی بھی نکال دینی چاہیئے جو
ملزمین نے پیدا کرنیکی کوشش کی تھی ملزمین نے اپنی جوابدہی میں پوری کوشش کے
ساتھ ان وعدوں کو قائم رکھا ہے اور یہہ کہ ان کا مذہب انہیں بعض افعال کے ارتکاب
رنے کے جنکے کرنیکا ان کے مذہب نے انہیں حکم دیا ہے تو اسکا جواز لازم نہیں آتا اور
نہ اثبات یہہ کہ سرزمین کے مروجہ قانون کو توڑنے کے الزام کے جواب میں یہہ کہنا اور ثابت

بیانافی ہے کہ جو فعل ایک جرم سمجھا جاتا ہے وہ وہی ہے جسکے کرنے کا اُسے اس
کے مذہب نے حکم دیا ہے۔ اس مقدمہ میں پہلا دعویٰ بالکل مہمل اور بے موقع ہے
اسلئے کہ دیکھے دونوں دعوے سچے نہیں پاتے ہیں

قانون کا شاہی اعلانات پر تفوق انہوں نے اپنی بحث کو ملکہ وکٹوریہ
اور انکے قائم مقامیت کے اعلانات پر مبنی قرار دیکر بعض قوانین کے عدم جواز کو ثابت
کیا ہے وہ آئینی حکمران تھے اور انہوں نے آئینی مشیروں کو مقرر کر لیا تھا اور کانسٹی
ٹیوشن کے لئے کوئی اصول اتنا اہم نہیں ہے۔ جتنا یہ اصول کہ بادشاہ اعلان
قانون کے جواز کو نہیں روک سکتا اسلئے کہ قانون بجائے خود بادشاہ کی مرضی اور
رائے کا ایک نہایت اہم پہلو ہے۔ اسلئے ہر وہ اعلان جو رعایا کو اسکے مذہب
کی کامل آزادی عطا کرے وہ ملک کے مروجہ قوانین میں سے کسی ایسے قانون کو جسکے
ماتحت بعض افعال مستحق سزا قرار پاتے ہیں نہیں توڑ سکتا لیکن یہ مان لینا چاہئے کہ
ملک کے قوانین اعلان کی مخالفت نہیں کرتے ہیں یہ فرض کرنا ہی غیر موزون اور غیر
مناسب ہے لیکن اگر کسی وقت یہ ظاہر ہوگا کہ کسی ایسے اعلان اور کسی ایسے
قانون کے مابین کوئی فرق تھا تو ہمیں اس کا اعتراف کرنا ہوگا کہ ہماری
ناچیز ذہانت ذکاوت اتنی کافی طاقت نہ رکھتی کہ ہم دونوں کے معنی سمجھ
سکتے اور ہمیں سرزمین کے قانون کا نفاذ ہوگا جس پر عملدرآمد کرنے پر ہم مجبور ہیں

چوری کا فتوائے حکم سزا

آخرکار مولانا و دیگر لیڈران کا مشہور و معروف سرکاری مقدمہ بکلم اور میر کو
۴ بجے ختم ہو گیا۔ سشن جج نے چوری کی نوعیت مقدمہ سمجھانے میں کلم انکو

ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت لگا - اور ارکان جوری کوئی دو گھنٹے تک بند کمرے اندر
صلاح و مشورہ کرتے رہے اسکے بعد وہ اپنا فیصلہ سنانے کے لئے واپس آئے
خالق دینا ہال میں اوسوقت لوگوں کے ہجوم سے کہیں تل دھرنے کو جگہہ نہ ملتی تھی اور
جوری کے فتوے اور مقدمہ کے نتیجہ کی نسبت بیحد اضطراب طاری تھا۔ ہر شخص
اور تمام لوگوں کے چہروں سے امید و خوف کے آثار ظاہر تھے - لیڈران اسوقت
اور بھی زیادہ خوش قدم تھے اور تمام وقت میں یا تو اپنے بیانات کو درست کرنے
یا اپنی تصاویر پر جو دوران مقدمہ میں انکے دوستوں اور مداحوں کے واسطے لی
گئی تھیں - دستخط کرنے یا مختصر پیام احباب کے واسطے لکھنے یا مختلف اخبارات
کے نامہ نگاروں کو لکھوانے میں مصروف رہے -

جوری نے دیانتداری کے ساتھ اپنا کام پورا کیا کہ دفعہ ۱۲۰ (الف) ۱۵۳ ا
مجموعۂ قانون تعزیرات ہند کے الزامات سے سب کو بے قصور ٹھہرانے کا فتوے
دیا اور بطور اسیسروں کے الزامات زیر دفعہ ۵۰۵ و ۱۱۷ کی بابت سوامی شنکر
اچاریہ جی کے سوا چھٹوں لیڈران کے برخلاف دو قصوروار ہونے کا فتوے
صادر کیا - انھوں نے یہہ بھی بتا دیا کہ "ملزمین کے عمیق مذہبی تنقیات پر
انھوں نے غور نہیں کیا ہے" اگر جج صاحب اس پوائنٹ پر انکو صحیح راستہ
سے منحرف نہ کرتے تو یقیناً تمام الزامات کی بابت وہ سب کے بے قصور ہونیکا
فتوے دیتے - جیسا کہ مذکورۂ بالا شرط سے ظاہر ہے جو انھوں نے قصوروار
ہونے کا فتوے صادر کرتے ہوئے لگادی ہے - مسٹر دیارام گیدومل نے - جو
ہر ایک عزت کے مستحق ہیں سب لیڈران کو تمام الزامات پر بے قصور ٹھہرایا -
اسطرح پانچ ارکان جوری میں سے جو بطور اسیسروں کے اجلاس کر رہے تھے
چار شخصوں نے مذہبی معتقدات کی بابت ایک شرط لگانے کے ساتھ انکو قصوروار

پھر چوالدر ایسسرنے تمام الزامات سے سب لوگوں کو بے قصور بتایا اخلاقی و قانونی پہلو
سے دیکھا جائے تو جوری کا فتویٰ ہے جو بطور ارکان جوری اور اسیسران کے اجلاس کر رہے تھے
یہ ہے کہ وہ سب لوگوں کو بے قصور سمجھتے ہیں۔ جج صاحب نے جوری سے اتفاق کرتے
ہوئے مولانا اور انکے دیگر ساتھی لیڈران کو الزامات زیر دفعہ ۱۲ (ب) و ۱۳۱ مجموعہ
تعزیرات ہند سے بری کر دیا اور چار اسیسران سے اتفاق رائے کرتے ہوئے مولانا
محمد علی صاحب کو دفعات ۵۰۵ و ۱۲۰ الف کے ماتحت مستقل الزاموں کا قصوروار ٹھہرایا
اور ہر الزام کے ماتحت انہیں دو دو سال قید سخت کی سزا دی۔ دیگر پانچ ملزمین کو
انہی دونوں دفعات کے ماتحت اغوا کا قصوروار ٹھہرایا گیا۔ اور ہر الزام کی پاداش میں
اسی طرح دو دو سال قید سخت کی سزا دی گئی چونکہ دونوں سزائیں ایک ہی وقت
میں جاری رہینگی۔ اسلئے فی الحقیقت انکو دو دو سال قید کی سزا ملی۔

جیوری کے فیصلہ اور سزاؤں کے اعلان پر "اللہ اکبر" کے پرزور نعرے بلند کئے گئے جس
میں خود لیڈران بھی شامل تھے اور تھوڑی دیر کے لئے اگرچہ جج کو اس سے تکلیف ہوئی
تاہم کمرۂ عدالت کے پرتقدس سکون میں فرق آگیا جج نے اس سے کوئی برا اثر نہیں لیا
بلکہ اس مظاہرہ کو خوشدلی کیساتھ برداشت کیا۔ اسکے بعد لوگ بہ تعداد کثیر لیڈران کی
جانب بڑھنے لگے اور ان سے رخصت ہوئے۔ لیڈران کو مبارکباد دی گئی اور بہت سے
لوگوں نے انکے ہاتھ اور پیر چوم لئے زبردست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی گھبراہٹ اور
اور پریشانی قابل دید تھی کہ وہ باربار مسٹر بوانڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس آتے تھے اور
اور انسے کہتے تھے کہ مزید پولیس اور فوج بلالیں اس لئے کہ عدالت کے برآمدے میں جہاں
معزز ملزمین بیٹھے ہوئے تھے۔ کثیر تعداد میں لوگ جمع ہو گئے تھے اسکے بعد ہی کمرۂ عدالت
کے تمام دروازہ بند ہو گئے سوا ایک دروازہ کے جس پر خود مجسٹریٹ صاحب کھڑے ہوئے تھے
اور لوگوں کو کمرۂ عدالت کے اندر دھکیل رہے تھے دروازوں کے بند ہو جانے اور پنکھوں کے رک جانے اور

معمولی جوش و خروش کے سبب سے دم گھٹا جاتا تھا۔ اور لوگوں کو یہ زبردستی کی قید محسوس ہو رہی تھی۔ خدا خدا کر کے دس منٹ کے بعد لوگوں کو عدالت کی کمرہ سے باہر آنے کی اجازت دیگئی دوران مقدمہ میں اور اس کے شروع ہونے کے وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب اپنے اثر و اقتدار کی نمایش سے لوگوں کو ڈرانے اور خوف دلانے کی کوششوں میں منہمک تھے۔ اور خصوصاً جب کبھی حاضرین عدالت یا معزز ملزمین کی کوئی توہین کرنی مقصود ہوتی تھی۔ تو اس وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا اثر اور اقتدار خاصکر نمایاں رہتا تھا عدالت ماتحت کی طرح عدالت میں بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ برابر جج کے داہنے جانب جیوری کے برابر بیٹھے رہتے تھے یہ بھی معلوم ہے۔ کہ ملزمین سے کرسیاں چھین لینے کی حرکت بھی انہی کے اشارے میں آئی تھی۔ جب ان کے دل میں آتا تھا تو اٹھکر جج کے پرشور کمرہ میں گھومتے رہتے

جب جج نے عدالت کا فیصلہ سنا دیا۔ تو مولانا محمد علی نے اوٹھکر ان سے کہا۔ ہم یہ دو سال گذرنے سے قبل بلکہ دو ہی ماہ کے اندر سوراج حاصل کر لینگے پھر اس جیوری کے لئے دعائے برکت کرتے ہوئے فرمایا۔ خدا آپ لوگوں کو برکت دے آپنے فرائض کو ایمانداری کے ساتھ انجام دیا ،، اس کے بعد لیڈران جیل کی ایک بند گاڑی میں "اللہ اکبر" اور "بندے ماترم" کے پرجوش نعروں میں عدالت سے جیل لیجائے گئے ہر شخص نے انتہائی جوش و خروش کیحالت میں بھی کامل خاموشی و سکون کو ملحوظ رکھا اور کسی برے خیال اور جبر و تشدد کے استعمال کو گھڑی بھر کے لئے بھی اپنے دلمیں پیدا نہونے دیا اس طریقہ پر وہ عظیم الشان مقدمہ ختم ہوگیا۔ جسکا فیصلہ اہم ترین نتائج پیدا کرنیوالا ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی کا اہم پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و من ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً و سیجزی اللہ الشاکرین

ن تموت الا باذن اللہ کتابا موجلا ومن یرد ثواب الدنیا
نؤتہ منہا وسنجزی الشاکرین وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیرا فما وھنوا لما
اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین وما کان
قولھم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا
علی القوم الکافرین

عنایت وکرم فرمائے بندہ زاد لطفکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والانامہ
باعث سرفرازی ہوا۔ حضرت فخر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی ہستی جس کا کوئی نظیر
اس عالم میں نہ پیدا ہوا ہوگا اس کی جدائی پر جب حکم یہ ہے تو ایک معمولی شخص جسکی ہستی ذرہ
بھر بھی وقعت نہیں اسکی جدائی پر کیوں اس طرح الفاظ الم ودرد استعمال کئے جاتے ہیں، کیوں فغان
وآہ ہو، کیوں قلق واضطراب ہو۔ کیوں نہ ہم اپنے آپکو کوہ ہمالیہ سے زیادہ ثقیل وآوارہ اسپاٹ
سے زیادہ راسخ اور ثابت قدم ثابت کردیں۔ بلا سے ہمارے لیڈر قید کردئے جائیں پھانسی پر لٹکا
جائیں، گولی سے مار دئے جائیں ہم بھی ذرا بھی ضعف نہ ہونا چاہئے۔ ہمارے منہ سے آہ نہ نکلنی
چاہیے ہمکو جزع وفزع نکرنا چاہئے۔ یہ عورتوں کی حرکت ہے یہ نامردوں کی حالت ہے ہمکو ہی کام
میں لگا رہنا چاہئے۔ ایک لیڈر کی جگہ دس ایک رہنما کی جگہ بیس کھڑے ہو جانے چاہئیں
لیڈر اور رہنما نہ باقی رہے۔ تمام افراد کو اپنی مطالبہ اور اپنی مقصد پر ثابت قدم رہنا چاہئے
خلافت آزاد ہو، جزیرہ عرب آزاد ہو، ہندوستان آزاد ہو، پنجاب کے مظالم کی تلافی ہو۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید ✣ یا تن رسد بجانا یا جان ز تن برآید

پھر منزل دوست ہم چیونٹی ہیں فیل سے مقابلہ ہے۔ ہم ابابیل ہیں ابرہہ کا مقابلہ ہے ہم کچھ بھی نہیں
ہیں ہمارا پروردگار، ہمارا آقا، ہمارا پیدا کرنیوالا سب کچھ ہے۔ اولم یروا ان اللہ الذی خلقھم
ھو اشد منھم قوۃ مظلوم کی دعا مظلوم کا درد، مظلوم کی آہ۔ مظلوم کی فغان، مظلوم
کے آنسو مظلوم کے سحر گاہی کلمات خدا کی قسم تیشیں گنوں، بڑے بڑے دانتوں کی تیپوں ؟